

لیکن اسے مایوسی ہوئی۔
اس نے گھڑی دیکھی۔ ڈیڑھ بج چکا تھا اور وہ بجے سے پہلے متعلقہ آدمی سے رابطہ قائم نہیں کر
سکتا تھا۔
وہ صوبہ میں جھلٹا رہا اور جیسے جیسے آدھا گھنٹہ بھی گزر گیا۔ اس نے تھیلے سے ڈیڑھ گھنٹہ کا
نیمبر نکالا اور اس کا سوچ آن کر کے آہستہ آہستہ کہنے لگا۔ "ہیلو... آقاے شمس...
ہیلو... ہیلو... آقاے شمس... آقاے شمس..."
"شمس..." وہ فضا ترا نیمبر سے آواز آئی۔ "ہیلو اکون ہے۔"
"والی تھری۔" جواب دیا گیا۔ "میں بتاتی ہوں تیری جگہ پر موجود ہوں۔"
"لوکے... وہیں ٹھہرو..." آواز آئی۔



بھروسے رنگ کی تنگی چٹائیں چمکیلی دھوپ میں چہرے ہی تھیں اور گرم ہوا کے جھونکے اٹلی
کا پیر کو جنم دیتے دے رہے تھے۔

نیلی کا پیر شمالی مغربی سرحد پار کر کے پڑوسی ملک کی حدود میں داخل ہو چکا تھا اس میں پانچ
اور اس خوفناک چہرے والے کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا جس کی پٹلیں گویا جھپکنا ہی نہیں جانی
تھیں۔ اس کی ناک بھدی اور موٹی تھی اور منہ چھین بل کھا کر اس طرح خوں خوں پر جھک آئی تھی
کہ وہ اپنے غائب ہی ہو کر رہ گیا تھا۔

پالٹ اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ اسے تو بس اس کو ایک معینہ جگہ پر اپنی
طرح اتارنا تھا کہ نیلی کا پیر کو لینڈ بھی نہ کرنا پڑے۔

"آپ تیار ہو جائیے جناب" پالٹ نے چیخ کر کہا اور خوفناک چہرے والے نے سر کو جسم
جنش دی۔ اس کے جسم پر ناک کی چٹون اور ناک کی بشرت تھی اور شانوں سے دو تھیلے کراں کے
ہوئے لٹک رہے تھے۔ اس نے تھیلوں کو ٹھیک کیا اور سنبھل کر بیٹھ گیا۔

"وہ سامنے والی پہاڑی جس پر ایک سفید چٹان نظر آ رہی ہے۔" پالٹ پھر چینا۔ "میں چل رہا
ہوں گانے جا رہا ہوں۔"

خوفناک چہرے والا اور والے کی طرف بڑھ گیا۔ نیلی کا پیر سفید چٹان کے اوپر متعلق ہو گیا
اور سیر جی اسے چھوٹی ہوئی نکلنے لگی تھی۔

وہ سیر جی سے اس چٹان پر اتر گیا۔ نیلی کا پیر پھر حرکت میں آیا تھا اور لڑیا چکر لے کر اس
مستقر کی طرف پرواز کر گیا تھا۔

خوفناک چہرے والا چٹان سے اتر کر کوئی ایسی جگہ تلاش کرنے لگا جہاں دھوپ سے بچ سکے۔

لیکن اسے مایوسی ہوئی۔
اس نے گھڑی دیکھی۔ ڈیڑھ بج چکا تھا اور وہ بجے سے پہلے متعلقہ آدمی سے رابطہ قائم نہیں کر
سکتا تھا۔

وہ صوبہ میں جھلٹا رہا اور جیسے جیسے آدھا گھنٹہ بھی گزر گیا۔ اس نے تھیلے سے ڈیڑھ گھنٹہ کا
نیمبر نکالا اور اس کا سوچ آن کر کے آہستہ آہستہ کہنے لگا۔ "ہیلو... آقاے شمس...
ہیلو... ہیلو... آقاے شمس... آقاے شمس..."
"شمس..." وہ فضا ترا نیمبر سے آواز آئی۔ "ہیلو اکون ہے۔"
"والی تھری۔" جواب دیا گیا۔ "میں بتاتی ہوں تیری جگہ پر موجود ہوں۔"
"لوکے... وہیں ٹھہرو..." آواز آئی۔

اس نے سوچ آف کر کے ترا نیمبر تھیلے میں ڈال لیا اور دوسرے تھیلے سے پانی کی بوتل نکال
کر انوں سے لکائی۔ دو تین لمبے لمبے گھونٹ لئے۔ اس کا منہ بند کر کے بوتل پھر تھیلے میں ڈال لی۔
آسمان پر کہیں کوئی ہلکا سا بھی بادل کا ٹکڑا نہیں تھا اور نیچے پتھر چب رہے تھے۔ اس نے ایک
گھنٹے کی کوشش کی اور پھر اچھل کر اٹھ رہا گیا۔
"گھڑے ہی رہنا بہتر ہو گا۔" وہ بھراہلی ہوئی آواز میں بڑبڑایا۔

تھوڑی دیر بعد بائیں جانب سے کسی وزنی گاڑی کے انجن کی آواز آئی تھی اور وہ چونک کر باہر
نکل گیا تھا۔

آواز بندر تاج قریب ہوتی جا رہی تھی۔ پھر ایسا معلوم ہوا جیسے انجن بند کر دیا گیا ہو۔

وہ وہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔ سفید چٹان کے پیش منظر میں بالکل قصور معلوم ہو رہا تھا۔
وہ دیر بعد بھاری قدموں کی چاپ سنائی دی۔ اس نے چٹان کی جیب میں ہاتھ ڈال کر
لوہے کے دستے کو مضبوطی سے پکڑ لیا تھا۔

لوہوں کی چاپ قریب ہوتی جا رہی تھی۔ پھر جیسے ہی شیب سے آنے والے کا سرا جہر
اور آواز آئی کی چٹان کی جیب سے قاذو ہوا۔ کوئی ٹھیک بیٹھائی پر بیٹھی تھی۔ ہلکا آواز نکالے
اور ہلکا چلا گیا۔

لوہاگ چہرے والا چٹان کے سرے پر پہنچ کر اپنے اس کارنامے کے انجام کو توجہ اور دلچسپی
کے ساتھ دیکھ رہا تھا اور اس کی انگلی اس سوراخ کو نکلے جا رہی تھی جو چٹان میں ہو گیا تھا۔ لاش کے
مٹا کر کھینچے ہوئے دو بھی شیب میں اترنے لگا۔ لاش کے قریب ایک جیب کھڑی نظر آئی۔
لوہوں کی جامہ سلاشی لینے لگا اور پھر اسے وہ چیز مل گئی جس کے منہ کی توقع پہلے ہی سے

تھی۔ یہ کسی چنگد اور وحالت کا ایک چھوٹا سا ٹکٹ تھا جس کی دونوں اطراف میں بے شمار پھوسے چھوٹے دائرے بنے ہوئے تھے اور وسط میں انگریزی کا حرف "A" لکھا تھا۔
اس نے وہ ٹکٹ جیب میں ڈالا اور بیپ کی طرف بڑھ گیا۔ کئی انکسٹین میں موبو، علی اسٹیرنگ کے سامنے بیٹھ کر اس نے پھر ٹرانسمیٹر کا سونچا اور سوچا کہ آگے۔ آگے۔ آگے۔
"ہیلو... والی تھری کا ٹکٹ۔"

"ہیلو... والی تھری... کیا رہا؟"

"کام بن گیا... اب میں اسٹیرنگ کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں۔"

"غوب... مشرق کی طرف چل چلو۔ سڑک ڈیزل فرائنگ کے فاصلے پر ہے۔ سڑک تمہارا رخ شمال کی طرف ہونا چاہئے اور اینڈ آف۔"
یہ بیت آدمی نے ٹرانسمیٹر کا سونچا آف کر کے انجن اشارت کیا اور بیپ حرکت میں آگیا۔ سڑک پر چلنے کر اس نے گاڑی شمال میں موزوی تھی۔

سڑک بڑی دشوار گزار تھی۔ ذرا نیچے کی ذرا سی ٹھٹھکی سی ٹکڑوں فٹ کی گہرائی میں نکال دیا تھا لیکن وہ کسی باہر ڈرائیو کی طرح بڑی لا پرواہی سے گاڑی چلا رہا تھا۔ ٹھیک تیسرے ٹیکس پر آدھی سڑک پر ہاتھ اٹھائے کھڑا نظر آیا۔ بیپ کی رفتار کم ہو گئی اور پھر اس کے قریب آگیا۔
دور گئی تھی۔

"آگے شمس! وہ گاڑی کے قریب آکر آہستہ سے بولا۔

بد صورت آدمی نے دوسری طرف کا دروازہ اس کے لئے کھول دیا۔ اس نے گاڑی میں بیٹھا۔
وقت بد صورت آدمی کا تنہیدی ہانکا لیا تھا۔ وہ خود لاہیر مگر کا ایک بھاری بھر کم آدمی تھا۔
واسطی حصے پر بال نہیں تھے اور دونوں کپٹیاں بالکل سفید تھیں۔
گاڑی وہ بارہ حرکت میں آگئی۔

آگے شمس کی نظر اس کی پتلون کے سوراخ پر جمی ہوئی تھی۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا کہ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا۔ "یہ تو مناسب نہیں معلوم ہو جاتا۔"
"اور اس کی کھوپڑی کے سوراخ کے بارے میں کیا خیال ہے آگے شمس؟" بد صورت آدمی نے بعد اساتجربہ لکھا۔

"میرا نام شمس نہیں ہے۔ واقعی طور پر یہ نام استعمال کیا گیا تھا۔ تم مجھے علی تھی کہتے ہو۔"

"شکر یہ! میں والی تھری کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوں۔"

علی تھی کچھ نہ بولا۔ گاڑی آہستہ آہستہ چلتی رہی۔ غائبانہ موقع تھا کہ علی تھی اس

اسے کچھ ہدایات دے گا۔ لیکن وہ خاموش بیٹھا رہا۔
مزید کچھ فاصلے طے ہو جانے کے بعد بولا تھا۔ "اب واقعی جانب موزو۔۔۔ سڑک نہیں ہے لیکن راستہ ناقابل گزر بھی نہیں ہے۔"
جیب یا کئی جانب موزو کا ہوا راستہ پر چلنے لگی۔ قریب اس منٹ بعد اس سڑک کا اختتام ایک چھوٹی سی عمارت کے قریب ہوا تھا۔
وہ دونوں بیپ سے اتر کر اندر داخل ہوئے۔

"کیا تم فٹل کرنا پسند کرو گے؟" علی تھی نے اس سے پوچھا تھا۔

"یقیناً... اور پھر میں اب اس لباس سے بھی پیچھا چھڑانا چاہتا ہوں۔"

علی تھی ایک بار پھر اس کا ہاتھ لیتا ہوا پر نظر لگنے میں بولا۔ "ہو سکتا ہے تمہارے باپ کا بھی کوئی سوٹ فٹل آئے۔ میں دیکھتا ہوں۔ بہر حال چلو میں تمہیں تمہارا کمرہ دکھا دوں۔"
پھر آگے کھٹے بعد وہ کھانے کی میز پر ملے تھے۔ والی تھری کے لئے جو لباس مہیا کیا گیا تھا۔ اس کی جسامت کے لئے قلعی موزوں نہیں تھا۔

"مجھے افسوس ہے کہ تمہیں کل تک اسی لباس میں رہنا پڑے گا۔" علی تھی نے کہہ دیا۔

والی تھری نے لا پرواہی ظاہر کرنے کے لئے شانوں کو جنبش دی اور بڑے اٹھناک سے کھانا کھا لیا۔
"کیا تم اس آدمی کو بار کر مطمئن ہو؟" علی تھی نے کچھ دیر بعد سر اٹھائے بغیر سوال کیا۔
"اور بنزل کو بھی مطمئن کر دوں گا۔"

"بنزل سے رات کو یہیں ملاقات ہو سکے گی۔ وہ آدمی بنزل ہی کا بیٹا ہوا تھا لیکن مجھے علم تھا کہ اسے تمہارا ہاتھوں مارا جاتا ہے۔"

"علی تھی! میرا خیال ہے کہ تم غیر ضروری باتوں سے اجتناب کرو۔ کیا کبھی تم نے عشق بھی کیا ہے۔"

"عشق؟" علی تھی چونک کر اسے اس طرح دیکھنے لگا جیسے اس بے تکلفانہ سوال نے اسے گہرا

سندھ پہنچایا ہو۔

"ہاں... ہاں... والی تھری پلیٹ سے نظر ہٹائے بغیر سر ہلا کر بولا۔

"بجیرے ایسے بھی ہیں جنہیں مرے دم تک "عشق کرنے کا اتفاق نہیں ہوتا۔"

"میرا خیال ہے کہ تمہیں بھی ذاتیات سے کوئی سروکار نہ رکھنا چاہئے۔"

"مجھے ایک ایسا ذاتی مسئلہ ہے جسے کھل کر اچھا لایا جاتا ہے۔ حافظہ ختام، حتیٰ کہ سچائی تک اس سے باز نہیں رہے۔ جی جی کر اپنے عشق کی داستانیں سناتے ہیں۔"

"بہت خوب... تم ادنیٰ ذوق بھی رکھتے ہو۔" علی لٹی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"قل کرنا تو میں نے شاعروں ہی سے سیکھا تھا۔"

"بڑا سچ بھی معلوم ہوتے ہو!"

"اس حد تک بھی نہیں کہ دوسرے ہنسنے لگیں ہر حال کیا رات کو بھی یہاں ایسا ہی موسم رہتا ہے۔"

"ہرگز نہیں۔ کھیل کے بغیر تم سو نہیں سکو گے۔"

"یہ اچھی بات ہے، ورنہ میں صبح تک آدھا بھی نہ رہ جاتا۔"

"کھانے کے بعد تم غالباً آرام کرنا پسند کرو گے۔"

"رہنے دو، ورنہ قسمیں ایک سیلیک سوٹ کی بھی فکر پڑ جائے گی۔"

علی لٹی جھینپے ہوئے انداز میں ہنس کر بولا "نہیں یہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں۔ وہ تو ہر قسم کا میل جاتا ہے۔"

"میں سیلیک سوٹ ذرا سیلفے کا پہنتا ہوں کیونکہ میرے خوابوں میں عورتوں کے علاوہ اور کوئی نہیں آتا۔"

"واقعی تم دلچسپ آدمی ہو۔"

رات کو ایک لمبی سی سیاہ رنگ کی کار اس عمارت کے سامنے رکی تھی اور اس پر سے ایک دروازہ قند اور وجہ آوی اترتا تھا۔ سیاہ سوٹ میں اس کی شخصیت بہت ابھری ابھری دکھائی دیتی تھی۔ مگر پچاس اور ساٹھ کے درمیان رہی ہوگی۔

علی لٹی پشتینی غلاموں کے سے انداز میں اس کی چیڑوائی کو دوڑاتا تھا۔ پھر وائی قہری کو اس کے سامنے پیش کیا گیا۔

جنرل نے علی لٹی کو وہاں سے چلے جانے کا اشارہ کیا تھا اور وائی قہری پر تفصیلی نظر ڈال رہا تھا۔

بولا "بیٹھ جاؤ۔"

"شکریہ! وائی قہری سامنے والی کرسی پر بیٹھتا ہوا ہوا۔"

"مفریقینہ تکلیف وہ ثابت ہوا ہو گا۔" جنرل کا لہجہ سید نرم تھا۔

"نہیں۔ خیر و خوبی تمام ہوا اس لئے تکلیف وہ نہیں کیا جاسکتا۔"

"تمہارے سر پر لہنے اس سازش کا پتہ لگا کر بڑا کام کیا۔"

وائی قہری نے سر کو اپنی جنبش دی۔ چند لمبے خاموش رہا پھر بولا "اپنے ہاتھوں قتل ہوئے"

والے کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔"

"جہیں یہاں صرف کام کے لئے بھیجا گیا ہے۔" جنرل کے لہجے میں کسی قدر ناگواری تھی۔

"اب یہ معلوم کرنا بھی کام کا جزو بن گیا ہے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کی نظر میں اس کی کیا حیثیت تھی۔؟"

"وٹمن کا ایک ایسا ایجنٹ جسے میرا کوئی آدمی قتل کرنے پر تیار نہ ہوتا۔"

"بڑی عجیب بات ہے۔"

"کچھ بھی نہیں! تم صرف اپنے کام سے کام رکھو۔"

"بہت بہتر جواب!"

"میں اس شخص کا نام اور پتا بتائے دیتا ہوں جو اسلحہ والی سازش میں ضرور شریک رہا ہو گا۔"

وائی قہری خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

"وہ آقاے بولہ حیدر کہلاتا ہے۔ اپنے وزیر اعظم بننے کے خواب دیکھ رہا ہے۔ اگر میرے اور تمہارے ملک کے تعلقات خراب کرنے میں اسے کامیابی حاصل ہو جائے تو ایک بڑی طاقت کی اکوں کا تار اٹھ جائے گا۔"

"کیا آپ پر اور است اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتے۔"

"یہاں کون وزیر اعظم بننے کے خواب دیکھ سکتا ہے اس پر بھی نظر رکھو۔"

"کیا اس کے خلاف کوئی بات کہی جاسکتی ہے۔"

"اس کے خلاف اگر ہم کوئی ثبوت فراہم بھی کریں تو اس کی پتہ پڑائی نہ ہوگی۔"

"میں سمجھ گیا۔" وائی قہری سر ہلا کر بولا "لیکن پھر عرض کروں گا کہ میرے ہاتھوں مارے جائے۔"

"جنرل ہاتھ اٹھا کر بولا۔ میں جہیں بتاتا ہوں۔ وہ آقاے بولہ حیدر کا آدمی تھا۔"

"کیا جو حیدر کو علم نہ ہو گیا ہو گا کہ وہ کیاں جا رہا ہے۔"

"نہیں! میں نے اسے اپنا کچھ بھیجا تھا اور خود اس کی نگرانی کی تھی۔ وہ سیدھی ریلو جاتا ہے یا نہیں جاننے سے پہلے اسے اسرار مگر بھلا بھی ہے۔"

"وہ صرف آقاے بولہ حیدر ہی کا آدمی نہیں تھا۔"

"کیا مطلب؟"

"آپ ذرا رو لیڈ والی تنظیم سے تو واقف ہی ہوں گے۔"

ازل چو تک پڑا اور وائی قہری کو قہر سے دیکھتا ہوا بولا۔ "تم اس سلیٹ میں کیا کتنا چاہتے ہو؟"

"میرے ہاتھوں مارا جائے والا زبرد لیڈ کا بھی ایجنٹ تھا۔"

"نہیں! جنرل کرسی سے اٹھتا ہوا بولا "تم کس طرح ثابت کر سکتے ہو۔"

"دوسو گز کے فاصلے سے بھی معلوم کر سکتا ہوں کہ دوزیر لیڈ کا ایجنٹ ہے۔"

وائی قہری نے وہی ٹکڑا ریشم جیب سے نکال کر جنرل کے سامنے ڈال دیا جو مقتول کے پاس سے برآمد ہوا تھا۔

"یہ کیا ہے؟" جنرل اسے پتلی سے پکڑ کر اٹھاتا ہوا بولا۔

"زیر لیڈ کے ایجنٹ آپس میں ایک دوسرے کو اسی کے ذریعے سے پہچانتے ہیں۔ یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ قدرت نے زیر لیڈ پر دوسرے میر سے مجھے کے سربراہ کی قسمت میں لکھ دی ہے۔"

"مجھے علم ہے۔ میں سن چکا ہوں۔" جنرل اسے حیرت سے دیکھتا ہوا بولا۔

"اگر دوزیر لیڈ کا ایجنٹ نہ ہوتا تو میں بیدار ہی اس پر فائر نہیں کر سکتا تھا۔"

"یہ چیز اس کی جیب میں دھنی ہوگی۔ پھر تمہیں پہلے سے کیا خبر علم ہو سکا ہوگا۔"

"میرے پاس اس کی شناخت کرنے والا آپریشن موجود تھا۔ دوسو گز کے فاصلے سے اس نے مجھے اس کی موجودگی کی اطلاع دے دی تھی۔"

"خیرت انگیز۔ کیا تم مجھے دوسری نہ دکھاؤ گے۔"

"یقیناً... آپ اس کا تجربہ کر سکتے ہیں۔" وائی قہری نے ہاتھ بڑھا کر اس سے شہادت مانگے ہوئے کہا۔

پھر اس نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹی سی ڈبیہ نکالی اور اس کی طرف اشارہ

ہوا بولا۔ "اسے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیجئے اور جسم کے ساتھ لگائے رکھیں۔"

جنرل ڈبیہ اس کے ہاتھ سے لے کر بولا "اے! اس میں کچھ عجیب بات کیسی ہے۔"

"اس شہادت کی وجہ سے۔ اگر میں اسے دوسو گز سے آگے لے جاؤں تو مجھ پر فائر ہو جائے گا۔"

آپ اسے ہاتھ میں ہی پکڑے رہے میں شہادت کو باہر لے گیا۔

پھر وہ عمارت سے باہر نکل کر اندر اڑھائی سو گز کے فاصلے پر چلا گیا تھا۔ کمرے میں داخل ہو کر

تو جنرل کو بے چینی سے لپکتے پایا۔

"واقعی کمال ہے۔ کمال ہے۔" وہ اسے دیکھ کر اٹھتا ہوا بولا۔ "کچھ دیر کے لئے مجھے

بالکل غائب ہو گئی تھی۔"

"لائیے۔" وائی قہری آپریشن کی واپس کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا۔

جنرل نے آپریشن واپس کرتے ہوئے کہا "خوش آمدید میرے دوست اب شاید ہماری

مشائے رفع ہو سکیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس کام کے لئے تمہارے سربراہ نے موزوں آدمی کا

انتخاب کیا ہے۔"

"شکریہ!" وائی قہری نے خشک لہجے میں کہا۔

"اب اسکیم یہ ہے۔" جنرل نے پر غور لہجے میں کہا۔ "تم دونوں یہاں جمنا قیام کرو گے۔ علی

الحسنہ کے ساتھ واپس جائے گا۔"

"میرے علاوہ اور کوئی نہ ہوگا؟" وائی قہری نے جنرل کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں! اگر علی بہرام کی لاش دریافت ہو جائے کے بعد ہمیں بعد ۵۵ گھنٹہ رہنا پڑیگا۔"

"جیت بہتر۔"

"کل شام تک تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ آئندہ کیا کرنا ہے۔"

"اوکے سر۔"

"علی تقی جیب کا رنگ اور نمبر تبدیل کر رہا ہے۔ پٹرول یہاں واقعہ میں موجود ہے۔"

"جیت بہتر۔" وائی قہری نے جنرل کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارے پانی اور کافی کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہتا۔"

"کمال ہے!" جنرل نے پھر اسے حسین آمیز نظروں سے دیکھا اور بولا۔ "یہاں دوسرا کول انجن

ایک سوٹر مائیکل بھی موجود ہے ضرورت پڑے تو اسے بھی استعمال کر سکتے ہو۔"

"بہتر جناب۔" وائی قہری نے آہستہ سے کہا۔



علی آباد کی ایک محل عمارت کے کپڑوں سے لمبی سی گاڑی نکل کر وسطی شاہراہ پر تیز

الہی کے ریکارڈ توڑتی نظر آئی۔ اسے ایک پادری ڈرائیور چلا رہا تھا۔ کچیل ٹشٹ پر ایک

پادری پشت گاہ سے ٹیک لگائے رعونت آمیز انداز میں بیٹھا تھا۔ کس لے رہا تھا۔ عمر پچاس

سال کے درمیان دھنی ہوگی۔ پیر سے کی تازگی اس عمر میں بھی قوی کی غیر معمولی مشہور ملی کا

پادری تھی اور پتے ہونوں کے ساتھ ہماری چیزے آنکھوں میں پانی جانے والی سٹاکی سے

الہی کا مظاہرہ کر رہے تھے۔

الہی اور کچیل سیٹوں کے درمیان شیشے کی دیوار عامل قحی اور دو ڈرائیور کو آؤٹشیل پائپ کے

دریے جہاں دے رہا تھا۔

کچھ دیر بعد گاڑی شاہر او بیٹھ پر مڑ گئی۔ یہاں زیادہ تر بڑی عمارتیں نظر آ رہی تھیں لیکن کچھ آبادی نہیں تھی اور عمارتیں ایک دوسری سے قاصدے قاصدے پر بنائی گئی تھیں۔

یہاں بھی اس نے ڈرائیور کو کچھ ہدایت دی تھی۔ وقت گاڑی بائیں جانب والی ایک عمارت کی گلیاں میں مڑ گئی۔

پھر حق میں پہنچی اور ڈرائیور نے گاڑی روکی اور نیچے اتر کر گھٹیل سیٹ کا دروازہ کھولا۔ وہ گاڑی سے اتر اور ادھر ادھر دیکھے بغیر آگے بڑھا۔ صدر دروازے کا ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا چاہا لیکن وہ قفل تھا۔ اس کے چہرے پر ناگواری کے آثار پیدا ہوئے اور پھر آگے کی آغ میں غائب ہو گئے۔

باتھ اوپر اٹھا کر اس نے کال بتلی کے بلن پر انگلی رکھ دی۔ پھر دروازہ اتنی جلد کھلا تھا جیسے اس کے قفل کا تعلق پیش من ہی سے رہا ہو۔

وہ اندر داخل ہوا لیکن راجداری میں کوئی موجود نہیں تھا۔ دروازہ بند کر کے وہ دوبارہ اسی میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر ایک جگہ رک کر بائیں جانب مڑا اور سامنے والے دروازے کا ہینڈل گھما کر اسے کھولا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

اس کمرے میں ایک بہت بڑے اکیو بریم کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا جس میں قریباً چار فٹ لمب ایک بام چھلی تیرتی پھر رہی تھی۔

وہ اس اکیو بریم کے سامنے ہاتھ پاندھ کر کھڑا ہو گیا۔ بالکل ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے وہ بام چھلی اس کے لئے کسی حرکت کی ہی حیثیت رکھتی ہو۔ اچانک اکیو بریم سے آواز آئی "میں بہت تھکا ہوں۔ فی الحال مجھے آرام کی ضرورت ہے۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"کون کر قل بہرام؟" اس کے سلسلے میں تشویش ہو گئی ہے۔

"کون آدمی... جو انٹرسروس انٹیلی جنس میں تھا۔"

"اور... اچھا میں سمجھ گیا۔ تو پھر کیا چاہتے ہو۔" آواز آئی۔

"مجھے اس کے بارے میں معلوم ہونا چاہیے۔ فی الحال وہاں صرف وہی ایک آدمی میرا نام کی عدم موجودگی میں آپ کو وہاں کے حالات سے باخبر نہ رکھ سکوں گا۔"

"اسے میں دیکھ لوں گا۔" آواز آئی۔ "لیکن تمہیں یہاں غیر ملکوں کے داخلے پر غور کرنا۔ اسطرح والی انٹیم کی ناکامی کے بعد اس کا مکان ہے۔ تم غالباً سمجھ گئے ہو گے۔"

"میری پریشانی کا باعث بنی ہے۔"

"فکر نہ کرو۔ یہ میری ذمہ داری ہے۔ میں تمہیں وہ میرا مقصد دیکھنا چاہتا ہوں۔" آواز آئی۔

"شکریہ بہت۔"

"بس اب چلو۔۔۔ مجھے شینہ آ رہی ہے۔"

اس نے بام چھلی کو فوری انداز میں سلپٹ کیا تھا اور عمارت سے نکلا چلا آیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی گاڑی پھر اسی عمارت کی گلیوں میں داخل ہوئی جہاں سے روانہ ہو کر بام چھلی والی عمارت میں پہنچی تھی۔

تین بار وہی ملازم گاڑی کی طرف پہنچا۔ کسی نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور کسی نے اس سے

رک اور چھڑی لے لی۔ پھر وہ آگے کے زینوں پر چڑھ ہی رہا تھا کہ بائیں جانب سے چو تھا۔

بہرام نمودار ہوا۔ اس کے ہاتھوں میں چاندی کی ایک لڑے تھی جس پر کسی کا وزینگ کارڈ رکھا ہوا تھا۔

اس نے وزینگ کارڈ اٹھا کر دیکھا پھر نشست کے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس طرح

گلیاں کئے جانے کا یہی مطلب تھا کہ جو کوئی بھی ہے فوری طور پر اس سے ملنا چاہتا ہے یا کوئی

انت ہی اہم خبر لایا ہے۔

وہ نشست کے کمرے میں داخل ہوا اور وہاں اس کے منتظر شخص نے آگے بڑھ کر اسے اس

فرض تعلیم دی جیسے اس کا ذریعہ ہو۔

"ایا بات ہے؟" اس نے نرم لہجہ میں پوچھا۔

"ہی خبر ہے آقا۔ بہت نہیں پڑتی۔"

"کو! تکلف کی ضرورت نہیں۔"

"میں نے کر قل بہرام کو گولی مار دی۔"

"ایا...؟" وہ ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"ہاں... آقا۔ اس کی لاش ڈائریکٹریٹ جنرل میں پہنچ گئی ہے۔"

"اش کہاں سے ملی تھی؟"

"سڑک کے قریب ایک سفید چٹان والی پیادری ہے اسی کے دامن میں کسی چرواہے نے دیکھی

ایسا... اچھا... اس نے وحشت زدگی کے ساتھ کہا۔ "یہ بتاؤ کہ اس کے پاس سے کیا

آگے بڑھ رہی ہیں۔"

"ایک پرس! جس میں کچھ رقم تھی اور شناخت نامہ۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔"

"پرس سے رقم کے علاوہ اور کیا برآمد ہوا تھا؟"

"اور تو کچھ بھی نہیں!"

"اچھی بات ہے" وہ اپنے ہاتھ کی مٹھی بھینچ کر بولا۔ "تجربہ دہیز دیکھئے گا کہ وہ کیا کر سکتا ہے۔"

"آگاہی... میرے لئے کیا حکم ہے۔"

"ایک آنکھیں کھلی رکھو... اور بس۔"

دوسرا آدمی اجڑا ہوا تھا اور کمرے سے نکل گیا تھا۔ قہوڑی اور بعد آگے جولوہیہ کی گاڑی دوبارہ کپاؤٹ کے چمک سے اٹھی تھی لیکن اب وہ ٹواری اسے ڈرائیو کر رہا تھا۔



پتیلی و صوب دور تک پہنچاؤں پر پتیلی ہوئی تھی۔ والی قہری مسج سے سڑک کے قریب والی چٹانوں میں چھپا بیٹھا تھا اس نے دوسرے ملٹری کی گاڑیاں گذرتی دیکھیں تھیں۔ پھر سفید چٹان والی پہاڑی کی طرف سے ان کی واپسی کا بھی نظارہ کیا تھا جب وہ کرنل بہرام کی لاش طیارہ آبیاد سے ہائی جارہی تھی۔ ان کی واپسی کے بعد وہ اپنی کمین گاہ سے نکلا تھا اور وائر کول انجن والی موٹر سائیکل پر بیٹھ کر سفید چٹان والی پہاڑی کی طرف روانہ ہو گیا۔

سڑک سٹیشن پر ہی تھی۔ منزل مقصود تک پہنچنے میں زیادہ دیر نہیں لگی تھی کہ وہ دوسرا سائیکل کو نامی تیز رفتار سے آگے بڑھا رہا تھا۔

موتور سائیکل کو ایک جگہ چھپا کر سفید چٹان والی پہاڑی کے آس پاس ہی اپنے لئے بھی کوئی مناسب جگہ تلاش کر رہا تھا اسے یقین تھا کہ لاش کے علیا آباد پہنچنے ہی وہ لوگ حرکت میں آجائیں گے جن کے لئے کرنل بہرام اپنے ملک سے غداری کا مرتکب ہو رہا تھا۔ کرنل بہرام کے پاس سے برآمد ہونے والا زبردیلہ والوں کا شناختی نشان "مثالث" اس نے منزل سے دیکھ لے لیا تھا اور اس وقت بھی وہ اس کی جیب میں پڑا ہوا تھا۔

قریباً چار گھنٹے تک وہ پہاڑی کے قریب کی چٹانوں میں چھپا رہا تھا۔ اپنے اندازے کی غلطی افسوس کرنے کا اوروہ کر رہا تھا کہ کسی ورنی گاڑی کی آواز سنائی دی۔ ایک بڑا سڑک لیمپ اس کی جگہ آکر دک گیا جہاں پچھلے دن کرنل بہرام نے اپنی جیب روکی تھی۔ اس پر سے وہ آدمی اٹھا اور جھک جھک کر زمین پر کوئی چیز تلاش کرنے لگے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے انہیں کسی بہت کچھ کی چیز کی تلاش ہو۔

والی قہری آہستہ آہستہ ان دونوں کے قریب پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ یہ چٹانیں ایسی تھیں جن سے وہ صرف باندی سے دیکھا جاسکتا تھا۔ انٹیپ میں بکڑے ہوئے کسی آدمی کی نظر اس پر لگی پڑ سکتی تھی۔

پھر اس نے وہ مثالث نکالا جو کرنل بہرام کے پاس سے برآمد ہوا تھا جو تے میں تو بے گناہ تھا لیکن اس کے اپنے تجربے کے مطابق مایا کرنے سے شناخت کرنے والا آپریشن اسے اٹھ نہیں کر سکتا تھا اور یہی ہوا بھی آپریشن کی گنجناہٹ معدوم ہو گئی تھی۔ لیکن جیسے ہی والی قہری ان دونوں سے یکدم اور قریب ہوا گنجناہٹ پھر شروع ہو گئی۔ اس نے چڑھتی انداز میں اپنے سر کو جنبش دی اور وہ مثالث دوبارہ جوتے سے نکال کر جیب میں ڈال لیا۔ دوسرا اس نے شناخت کرنے سے نکالا تھا اور اُسے ان میں سے ایک آدمی ایک ایک چوک کر لوہر لاکھنے لگا تھا۔

والی قہری سمجھ گیا کہ اس کے پاس بھی مثالث کا ڈکٹنگ آپریشن موجود ہے اس نے مثالث کو ہار نکالا اور پتیلی میں دبائے کھڑا رہا۔

دوسری طرف وہ آدمی جس نے چوک کر چاروں طرف دیکھا تھا دوسرے سے کچھ کہنے کا ارادہ نہ کیا۔ والی قہری ایسی جگہ جا کھڑا ہوا جہاں سے وہ انہیں پوری طرح دکھائی دیتا۔ انہوں نے اسے دیکھا اور ان کے رعب اور نکل آئے۔

"تم جو کچھ تلاش کر رہے ہو میرے پاس ہے۔" اس نے انہیں مخاطب کر کے اونچی آواز میں کہا۔

"نیچے آؤ...." ایک نے رعب اور کی ٹال کو جنبش دی۔

والی قہری پر وہ قہر انداز میں چلا ہوا ان کے قریب پہنچا اور دوا کے فاسطے پر کھڑا ہو گیا۔ "کریڈن؟" اس نے اس آدمی کی طرف اشارہ کر کے کہا جو مثالث کے باہر نکلنے پر چڑھا تھا۔ اس نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے سر کو اٹھائی جنبش دی اور والی قہری سے سوال کیا۔ "تم....؟"

"کریڈن۔" والی قہری کا جواب تھا۔

"تو۔"

والی قہری نے شناخت کرنے والا آپریشن نکال کر اسے دکھایا۔ دونوں کے رعب اور بیویوں میں چلے گئے۔

اب والی قہری نے وہ مثالث نکالا جو کرنل بہرام کے پاس سے برآمد ہوا تھا۔ "آئی۔ ایس۔ آئی والوں سے پہلے ہی میں یہاں پہنچا تھا اور اسے تلاش کر لینے میں کامیاب ہو

گیا تھا۔

"پھر وائی تھری نے دوسرے آدمی کی طرف دیکھا۔

"گریڈ نو... پہلے نے اس کے بارے میں وضاحت کی۔

"ثبوت... وائی تھری اسے گھورتا ہوا ہوا۔

دوسرے آدمی نے وہی سنی مثلث نکال کر اسے دکھایا۔

"ٹھیک ہے۔" وائی تھری سر ہلا کر ہوا۔ چند لمحوں خاموشی رو کر اس نے گریڈ ون کے آدمی

سے کہا۔ "تم اسے پاس کے پاس پہنچاؤ۔ اور گریڈ نو میرے ساتھ خیمہ لے گا۔"

"لیکن مجھے ایسی کوئی ہدایت نہیں ملی۔"

"بھٹ نہیں... وائی تھری نے سخت لہجے میں کہا۔ "میں کرل کے قاتل کی تلاش پر مامور

کیا گیا ہوں مجھے ایک ساتھی کی ضرورت ہے۔ یہ لو پاس تک پہنچاؤ۔"

اس نے کرل بہرام والا مثلث اس کی طرف بڑھایا۔

"یو آر آئیڈلٹی...؟"

"بی تھری سکس۔" وائی تھری ہوا۔

"لو کے... میں ٹرک لے جا رہا ہوں۔"

"فگن کر۔ یہاں میرے پاس انتظام ہے۔"

گریڈ ون کا آدمی ٹرک پر بیٹھا اور وہاں سے روانہ ہو گیا۔ یہ دونوں کھڑے اسے اگلے سڑک

غائب ہوتے دیکھتے رہے۔

پھر وائی تھری نے گریڈ نو کو گھورتے ہوئے پوچھا۔ "یو آر آئیڈلٹی...؟"

"بی ون تھر ٹین۔"

"ٹھیک... آؤ... وائی تھری نے اس طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ جہاں وہ ان کو مل جائے گا۔

موتز سائیکل چھپاتی تھی۔

دوسرا آدمی خاموشی سے اس کے ساتھ چلتا رہا۔

موتز سائیکل نکال کر اشارت کرتے ہوئے وائی تھری نے اسے کیمپ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

پھر وہ اسے وہیں لایا تھا جہاں خود خیمہ تھا۔ بی ون تھر ٹین نے موتز سائیکل سے اترتے ہوئے

حیرت سے چاروں طرف دیکھا۔

غارت میں پہنچ کر تو وہ اپنی زبان بند ہی نہیں رکھ سکا تھا۔

"تجربہ... تم یہاں رہتے ہو؟" وہ پوچھا۔

"جی ہاں... کیوں...؟"

"کیوں؟ تمہیں حیرت کیوں ہے۔"

"جی ہاں... بس یہی... میں سوچ نہیں سکتا تھا کہ اس کوئی غارت بھی ہوگی۔"

"اب سوچو... وائی تھری نے بد مزاجی کا مظاہرہ کیا۔

"مم... میں نے پہلے بھی تمہیں نہیں دیکھا۔"

"کہاں نہیں دیکھا؟"

اس نے اپنے ہونٹ سختی سے بھینچ لئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اسے اب احساس ہوا ہو کہ

اس قسم کی گفتگو نہیں کرنی چاہئے تھی۔

"اب تمہیں ثابت کرنا پڑے گا کہ تم کالی بھیڑ نہیں ہو۔" وائی تھری کا لہجہ ٹوٹوا رہا تھا۔

"مم... میں ثبوت پیش کر چکا ہوں۔"

"اب میں تسلیم نہیں کر سکتا۔"

"سک... کیوں؟"

"تم نے مجھے پہلے بھی نہیں دیکھا؟"

"نہیں..."

"اس لئے میں خود ہی کرل بہرام کا قاتل بھی ہو سکتا ہوں۔ مثلث اسی کی لاش سے بڑا کر لیا

ہو رہا تھا کہ وائی تھری کو دیکھنے لگا پھر اس کا ہاتھ جیب کی طرف گیا ہی تھا کہ وائی تھری کا گھونر

اس کے جڑے پر پڑا اور پھر اس نے اس کی جیب سے ریو اور نکال لینے میں دیر نہیں لگائی تھی۔

"کھڑے ہو جاؤ۔" وائی تھری نے سر دھچکے میں کہا۔

وہ بڑا سہلانا ہوا فرش سے اٹھ گیا۔

"اب ثبوت پیش کرو۔"

"اب میں اس کے علاوہ اور کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکتا کہ تمہیں پاس کا پتہ بتاؤں کیونکہ

وہ علاوہ اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ ایک ماہر پاست ہونے کے علاوہ اور کیا ہے۔"

"ٹھیک۔" وائی تھری سر ہلا کر ہوا۔ "تب میں یقین کر لوں گا۔ ورنہ میرے ہاتھ سے

ہارے۔"

"اور وہ جیشیہ کی گیارہویں غارت۔"

"وہاں تو نہیں رہتا۔"

"کیوں...؟"

"کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟"

"بہت کم دیکھا ہے۔ زیادہ تر اس کی آواز سنتے ہیں اور آواز اکیویریم سے آتی ہے جس میں بام پھٹی جرتی ہے۔"

"وہ وہاں نہیں رہتا۔"

"تو پھر کہیں اور بھی رہتا ہو گا لیکن قسمت کا حال معلوم کرنے کے لئے بڑے لوگ تو آتے ہیں۔"

"مان لیا کہ تم بچے ہو۔ آئندہ احتیاط رکھنا۔ غیر ضروری جگہوں نہیں۔ مگر شاید تم نے معلوم ہوتے ہو۔ اس لئے میرا فرض ہے کہ تمہیں بتاؤں۔ تم کب اور کس طرح عظیم میں شامل ہوئے۔"

"لگ... کیا یہ غیر ضروری بات نہیں ہے۔"

"شٹ اپ... گریڈ ون کو یہ حق حاصل ہے اور پھر ابھی میں تمہاری طرف سے چاروں طرح مطمئن نہیں ہوا ہوں۔ کئی طرح کے احمقان لوں گا۔"

"م... میں نے ایک قتل کیا تھا۔ باس کے علاوہ اور کوئی اس کا شکار نہیں۔ اس نے تیرے سر پر محفوظ دیا بلکہ پولیس آج تک مجھ پر ہاتھ نہیں ڈال سکی۔ ویسے باس جس وقت بھی چاہے میں اس وقت چھانسی پر چڑھ جاؤں گا۔"

"اوہ... تو تم چھانسی کے مستحق ہو۔"

"یقیناً... لیکن باس بہت گریٹ ہے۔"

"میں بھی اسی کی طرح گریٹ ہوں۔"

"لگ... کیا مطلب؟"

"اپنے ہاتھوں سے تمہیں چھانسی دے سکتا ہوں۔"

"م... میں نہیں سمجھا۔"

"ارے تم تو ڈر گئے۔" ذوالی تھری کی مٹی بہت خوفناک تھی۔



رات کا ایک بجا تھا جب شاہرہ جو شیدی کی گیارہویں عمارت کی کپڑاؤں میں بیٹھ کر بڑبڑگ سٹائی وی۔

کسی نے نہ جانی آواز میں کہا "لاش" اور کئی آدمی عمارت کے مختلف حصوں سے نکل کر طرف دوڑ پڑے۔

نارنگی کی روشنی کا ڈنڈا لاش پر پڑا۔

"ارے... یہ تو..." ایک آدمی کچھ کہتے کہتے رک گیا پھر دو بے حواس عمارت کی طرف ہٹا تھا۔ راہداری سے گزرتا ہوا وہ اسی کمرے میں پہنچا جہاں بام پھٹی تھی۔ اکیویریم کے سامنے کھڑا ہو کر ہانپتا ہوا ہوا۔ "باس کیا آپ میری آواز سن رہے ہیں۔"

"سنوں ہے..." اکیویریم سے بھرائی ہوئی سی آواز آئی۔

"نی ون فورٹی ایٹ..."

"کیا بات ہے۔"

"کمپاؤنڈ میں نی ون تھریشن کی لاش پڑی ہوئی ہے اور اس کے کوٹ کے پار سے اسی آدمی کی تصویر پن کی ہوئی ہے جس نے سفید چمکان والی پہناڑی کے قریب اسے روک لیا تھا۔"

"اوہ... اچھا وہ تصویر اس کی لاش سے الگ کر لاؤ اور دوسروں کو لاش کے پاس سے ہٹ جانے کو کہو۔ کوئٹا باس کا حکم ہے کہ اپنے کمروں میں چلے جاؤ اور بھول جاؤ کہ وہاں کوئی لاش پڑی ہوئی ہے۔"

"بہت بھڑکاس۔" اس نے کہا اور کمرے سے نکل کر دوڑتا ہوا اس جگہ پہنچا جہاں لاش پڑی ہوئی تھی۔

"تم سب اپنے کمرے میں جاؤ باس کا حکم ہے۔ اسے بھول جاؤ کہ کمپاؤنڈ میں کوئی لاش پڑی ہوئی ہے۔"

وہ سب چپ چاپ وہاں سے چلے گئے۔ نی ون فورٹی ایٹ نے تصویر لاش سے الگ کی اور پھر دوڑتا ہوا عمارت میں داخل ہوا۔ اکیویریم والے کمرے میں پہنچا ہی تھا کہ باس کی آواز آئی۔

تصویر اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لو۔

"اوہ کے... باس۔" اس نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کہا۔

"اب... سنو... فی الحال ہم اس عمارت سے دوسری عمارت میں منتقل ہو رہے ہیں لہذا تم اس بام پھٹی کو اکیویریم سے نکال کر کمپاؤنڈ کے چھانگ پر بھیج جاؤ۔"

"بہت اچھا باس۔" اس نے بام پھٹی کو گھورتے ہوئے پر تشریف لے لیے ہیں کہنا۔ "جلدی کرو..." آواز آئی۔

وہ کوئی ایسی چیز تلاش کرنے لگا جس پر کھڑا ہو کر اکیویریم کے دھانے تک پہنچ سکا لیکن وہاں اس اکیویریم کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔

دو تیزی سے باہر نکلا اور دوسرے کمرے سے ایک اسٹول اٹھا کر پھر وہیں واپس آ گیا لیکن جیسے

"تو پھر تم بھی مجھے ایسی ہی کہو گی۔"

"بڑی خوشی سے... کیا سوچو گے۔"

"کافی۔"

"میںیں منگوائے دینی ہوں۔ میں آن تک فرانس نہیں گئی۔ مجھے جیسے جیسے کا پڑا ہوا ہے۔"

"آؤ... اور میری مہمان رہو۔ میرا باب بھی ایک چھوٹا سا مونا سربا ہے۔ وہ ہے لیکن مجھے سربا

واری سے نفرت ہے۔ میں تو حادہ یا عمر خیام بنانا چاہتا ہوں۔"

"تمہارے خیالات بھی تمہاری ہی طرح خوبصورت ہیں۔"

"ہاں... اب میں تمہارے بارے میں کیا کہوں۔"

"کہو کہ... میں سن رہی ہوں۔" وہ آواز پر انداز میں مسکرائی اور کاؤنٹر سے لگے ہوئے سونے

بورڈ کے ایک پیش من پر انگلی رکھ دی۔

"عمر خیام کی دیباچات کی کچھ پیشکش میرے مکان میں ملتی ہوئی ہیں اس کے ایک ساتھی کی طرف

ہو بہو تم سے ملتی ہے۔ میں صبح سے اب تک تمہارے ہی بارے میں سوچتا رہا ہوں۔"

"شکریہ امیر! ابھی یہی خیال ہے کہ میرے خدوخال کا ایسی چیزیں۔ لیکن یقین کرو کہ ان کی

تمہارے علاوہ اور کسی نے بھی مجھ سے یہ بات نہیں کہی۔"

"تمہاری ان نیم خوابیدہ سی آنکھوں میں مجھے ہزاروں سال پرانی کہانیاں دکھائی دیتی ہیں۔"

وہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ایک ویٹر قریب آکر مودب کھڑا ہو گیا۔

"کافی۔" یا سمن نے اس سے کہا۔ "یہی لاؤ۔"

ویٹر واپس چلا گیا اور یا سمن وائی قہری سے بولی۔ "تم کھڑے کیوں ہو بیٹھ جاؤ۔"

وائی قہری مین اس کے سامنے والے اسٹول پر بیٹھ گیا۔

وہ چند لمبے خاموش روکڑ بولی۔ "میں تمہیں علیا آباد کے بیو زیم میں اپنے یہاں کے مصو

ع کے کارنامے دکھاؤں گی۔ تم دیکھنا کہ انہوں نے کس انداز میں خیام کی دیباچات اور حادہ

اشعار کو نیا روپ دیا ہے۔"

"ضرور... ضرور... مہری خوش قسمتی ہے کہ یہاں پہنچنے ہی تم جیسی مہربان سناؤ

ملاقات ہو گئی۔"

"میں تمہیں یہاں کا چپ چاپ دکھاؤں گی۔ یقین کرو تمہیں اپنی زبان اپنی روایت سے

کر مجھے چند خوشی ہو رہی ہے۔ میں تمہیں اپنے "عزیز پچا" سے بھی ملواؤں گی۔ تم خود بھی اس

گراف لے لیتا۔"

"عزیز خوش قسمتی... وائی قہری نے طویل سانس لی۔

شاید اسے توقع نہیں تھی کہ بات اتنی جلد بن جائے گی۔ اس ہوٹل میں اس نے قیام ہی اس

لئے کیا تھا کہ یہ جو اوجیدر کی ملکیت تھا اور یہاں اس کی چھٹی کاؤنٹر پر بیٹھی تھی۔

کافی آئی اور دونوں کافی پی رہے۔ تصویروں سے وہ چھوٹوں کی طرف آئے اور یا سمن اسے

اپنی پسند سے اکاؤ کرتی رہی۔

پھر ایک وائی قہری بولا۔ "اگر مجھ سے کوئی یہ قوفی سرزد ہو جائے تو مجھے معاف کر دینا۔"

"میں نہیں سمجھی۔" یا سمن نے حیرت سے کہا۔

"میرے گھر والوں کا خیال ہے کہ میں اول درجے کا یہ قوف ہوں۔"

"لیکن میں تو ایسا محسوس نہیں کرتی۔"

"شکریہ امیر! ابھی مجھے احمق ہی کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔"

"جیتا وہ برسے ہی لوگ ہوں گے۔ خیر... ہلاؤ... میں سوچ رہی ہوں کیوں نہ اسی وقت

سے تمہیں یہاں کی سیر کرانے کی شروعات کر دی جائے۔"

"یا سمن... میں تمہارا جید شکر گزار ہوں گا۔ صبح سے تمہاری نے مجھے تھکا دیا ہے۔"

"اچھا تو ہم کلیر پیمیں گے اور وہیں رات کا کھانا کھائیں گے۔ وہ بھی اپنا ہی ہے وہاں پھولوں

کی بہار دیکھنا۔"

"پھولوں سے مجھے والہانہ حلق ہے۔" وائی قہری بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔



بہار کی گاڑی کو خفی کی کہاؤٹ میں داخل ہوئی اور وہ گاڑی سے اتر کر صدر دروازے کی طرف

دھڑلے سے چلے گئے۔ حاکم ظاہر ہو رہی تھی اور آنکھوں میں شدید ترین الجھن کے آثار

تھے۔

سٹنک روم میں پہنچ کر اس طرح صوفے پر گر پڑا جیسے ایک لمبی مسافت پیدل طے کر کے

یہاں تک پہنچا ہو۔ پھر اس نے میز پر رکھی ہوئی ٹھنکی بھائی اور دوسرے ہی لمحے میں ایک ملازم

کمرے میں داخل ہو کر صوب کھڑا ہو گیا۔

"علی نقی کو بھیج دو۔" بہار نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

کچھ دیر بعد علی نقی کمرے میں داخل ہوا۔

"تم نے دیکھا؟" بہار نے بیٹھنے لگے میں کہا۔

علی لٹی نے پوکھا کر سر کو متنی جنبش دی۔

"بیٹھ جاؤ۔"

"شکریہ جناب! وہ سبے ہوئے انداز میں ایک طرف بیٹھتا ہوا ہوا۔"

"اس سے بڑی حماقت اور کیا ہو گی۔"

"جج... جی... ہاں... مگر۔"

"شام کا کوئی اخبار دیکھا ہے۔"

"ابھی تک نہیں آقا جی۔"

"وہائی قہری... کی بات کر رہا ہوں۔ اس نے پھر کسی کو مار ڈالا۔"

"یقیناً وہ دشمن کا کوئی ایجنٹ ہی ہو گا۔"

"پوری بات سنو۔ لاش پولیس اسٹیشن کے قریب پائی گئی ہے۔"

"اے۔۔۔"

"پھر دوسری حماقت یہ کہ اپنی تصویر محتول کے کوٹ کے کنارے پان کر کے اس کی پشت پر لکھ دیا ہے۔" مقامی پولیس کو چیلنج اس کا قاتل میں ہوں۔"

"خدا کی پناہ جناب... اس سے بڑی حماقت تو ہو ہی نہیں سکتی۔"

"اور... وہ... جواد حیدر کے شوستان ہو نیل میں ٹھہرا ہے۔"

"وہ تو آقا جی آپ ہی نے اسے مشورہ دیا تھا۔"

"لیکن میں نے یہ مشورہ تو نہیں دیا تھا کہ وہ پولیس کو چیلنج کرنا پھرے... حد ہو گئی۔"

"واقعی بڑی عجیب بات ہے جناب!"

"معلوم کرو کہ وہ ان حالات میں بھی وہیں مقیم ہے۔ یا نہیں۔"

"بہت بہتر... جناب..."

علی لٹی کمرے سے چلا گیا اور جزل پاؤں سے تمباکو نکال کر پائپ بھرنے لگا۔ پائپ سا کر وہ صوفے کی پشت گاہ سے نکلا گیا۔ پھر پندرہ منٹ بعد علی لٹی کی آمد ہی پر چوٹا تھا۔

علی لٹی چند خوش نظر آ رہا تھا۔ جزل نے اسے گھور کر دیکھا اور وہ جلدی سے بول پڑا۔

"وہ وہاں سرے سے گیا ہی نہیں۔"

"یہ اور بھی برا ہے۔ میں نے چاہا تھا کہ وہ میری ہی نظر میں رہے۔"

علی لٹی کچھ نہ بولا جزل پر تشویش نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اچانک فون کی گھنٹی بجی۔ جزل نے ریسیور اٹھا لیا۔

"ہاں... کیا ہے؟"

"لاش پر پائی جانے والی تصویر سے متعلق ایک نئی خبر جناب۔ کسی پروفیسر سٹاکھولم پولیس کو ملے کیا ہے کہ لاش کے ساتھ پائی جانے والی تصویر میں صاحب تصویر کا اصل چہرہ نہیں معلوم ہوا۔ اگر پولیس اور پینٹل فوٹو گراف اس تک پہنچا سکے تو وہ اپنی تجربہ گاہ میں اپنے دعوے کا ثبوت قائم کر سکے گا۔"

"پروفیسر سٹاکھولم کیا جاتا ہے۔" جزل نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"ایک فرانسیسی ہے جو دس سال سے یہاں آباد ہے سائنسٹ ہے اپنی ذاتی تجربہ گاہ بھی رکھتا ہے۔" کیا پولیس نے تصویر اس کے حوالے کر دی؟

"جی ہاں۔ اور پروفیسر نے ثابت کر دیا ہے کہ ناک اور گھنی مونچھیں مصنوعی ہیں۔"

"اوہ... اچھا... اور کچھ۔"

"بس اتفاق... جناب۔"

"ٹھیک ہے۔" کرٹل نے کچھ کر رہی سو کرٹیل پر رکھ دیا۔ علی لٹی اس دوران میں اسے بہت اگست دیکھتا رہا۔ جزل اس کی طرف مڑ کر منظر لایا۔

"کوئی اچھی خبر ہے جناب؟"

"بہت اچھی علی لٹی! کیا وہائی قہری کی ناک اور مونچھیں مصنوعی نکلتی تھیں۔"

"نہیں جناب۔ میں نے اسے بہت قریب سے دیکھا تھا۔"

"پھر ابھی یہی خیال تھا کہ اس کا میک اپ بہت اچھا تھا۔"

"میک اپ؟" علی لٹی چونک پڑا۔

"ہاں میک اپ۔ مجھے یقین ہے کہ وہ کسی دوسرے میک اپ میں ایسی ہو نیل میں مقیم ہو گا۔"

"میں اس پر نظر رکھ سکیں گے۔"

"جب وہ اتنا کامیاب میک اپ کر سکتا ہے تو ہم اسے کس طرح پہچانیں گے جناب۔"

"میک اپات بھول رہے ہو۔ شوٹان میں ٹھہرنے کا مشورہ میں نے ہی دیا تھا اور اسے یہ بھی تھا کہ جواد حیدر کی ایک بیٹی زیادہ تر گاؤں نزاری پر ٹھہرتی رہتی ہے۔ اس سے رابطہ برعائن کی

"فائل کرنا۔"

"اوہ... جناب واقعی میں تو بھول ہی گیا تھا۔"

"لہذا وہ نیل میں قیام کرنے والا جو شخص بھی لڑکی کے قریب زیادہ دیکھا جائے وہ وہائی قہری

"آقا کی سورج ہیں اور ہم سب حقیر ذرے۔ ہمیں آپ ہی سے توروشنی ملتی ہے۔"
"اب میری پریشانی رفع ہو گئی۔" جنرل نے طویل سانس لی تھی۔



دوسری صبح ٹکی رولاں (والی قحری) نے اقبال کے پہلے ہی صفے پر پروفیسر تھاکر کا انکوائری کیا
پڑھ کر ہلکا سا قہقہہ لگایا اور کچھ دیر خاموش رہ کر پڑ پڑایا۔ "پروفیسر تھاکر!۔۔۔ میں اتنا احمق نہیں
ہوں کہ تمہیں قریب سے دیکھنے کی کوشش کروں گا۔ اور پھر ایسی حالت میں جب کہ میرے ہاتھ
کی لاش پولیس اسٹیشن کے قریب پڑی پائی گئی ہو۔ کہاں شاہرہ جیسی ہی کی گیارہویں عمارت اور
کہاں پولیس اسٹیشن... ہونہ... ڈفر..."
ناشیہ اس نے کمرے ہی میں طلب کیا۔ کافی کی پیالی میں شکر گھول ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی
بجی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا۔

"صبح بخیر..." دوسری طرف سے نسوانی آواز آئی۔
"صبح بخیر یا من۔ میں تمہاری مہک فون پر بھی محسوس کر رہا ہوں۔"
"رات کیسی گزری۔"

"بہت خوبصورت! خواب میں پھول ہی پھول دیکھتا رہا۔ جن میں یا من سب سے نمایاں تھا۔
"تم بڑی اچھی باتیں کرتے ہو۔ میں اس وقت گھر سے بول رہی ہوں۔ دس بجے تک آج
کی۔ تم تیار رہنا میں تمہیں یہاں کی آرٹ گیلری دکھاؤں گی۔"
"میں بے چینی سے منتظر رہوں گا۔ اسے بے دخل سفید پھول۔"
اس کے کان میں ایک پر شور قسم کا بوسہ گونجا اور پھر سلسلہ "مقطع ہونے کی آواز آئی۔
ریسیور رکھ کر وہ کافی پینے لگا۔

ناشتے سے فارغ ہو کر وہ قد آدم آجینے کے سامنے کھڑا ہو کر مسکرائے لگا اور پھر بائیں
کر بولا۔ "دیکھو بیٹے عمران! ذرا احتیاط ہے۔ ہوا اٹکی میں تم سے جو حماقتیں خواب تھا وہ سرور
رہتی ہیں ان سے بچنے کی کوشش کرنا۔ تمہا ہو اس پرانے دلیں میں... اچھا تو دن بھر کی
حماقتیں ہمیں تمہائی میں کیوں نہ کر بیٹھوں... اوو... ہشت... دیکھا جائے گا۔"
دس بجے یا من آچکی تھی۔ وہ بھی باہر جانے کی تیاری کر چکا تھا۔

"تم جیسے عجیب آدمی ہو۔" وہ کمرے میں داخل ہوتی ہوئی بولی۔ "کل ہی تو ہماری ملاقات
تھی لیکن مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میں برسوں سے تمہیں جانتی ہوں۔ ہے نا عجیب بات۔"

"پھیلائی رہو اپنی خوشبو۔ جب بھی تمہیں یاد کرتا ہوں۔ تمہاری باتوں کی خوشبو میرے
سارے وجود پر مسلط ہو جاتی ہے۔ باتیں کرنے کا اتنا خوبصورت انداز میں نے آج تک کسی لڑکی
میں نہیں پایا۔ بیٹھ جاؤ۔ کیا ہو گی۔"
"میں باہر ہی کھائیں گے۔"
"اچھا تو پیلو۔"

"دونوں کمرے سے نکلے۔ نہ بیٹے ٹے کر کے ڈاکنگ ہال سے گزرتے ہوئے پارتی میں آئے۔
"یا من کی اسپورٹ کار کمری تھی۔"
"تمہاری ڈرائیونگ بھی بہت عمدہ ہے۔" عمران نے اس سے کہنا۔ "کل شاہرہ اس کا اندازہ ہوا
تھا ہائے تمہارے یا من کے ساتھ کبھی نہ بھلا سکوں گا۔"
"تم ان پھولوں کے درمیان ڈرم لینڈ کے شٹر لکے معلوم ہو رہے تھے جب تم یہاں سے
جانے لگو گے تو میں تم سے نہیں ملوں گی۔"
"کیوں...؟"

"میں بہت جلد رو پڑتی ہوں اور دوسرے میرا مسئلہ اڑاتے ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ تمہیں
بہا پارے میں سب کچھ بتا دوں۔"
"میرا بھی بچی دل چاہتا ہے۔"
"اچھا تو پھر ہم دونوں یہی کریں گے۔"
"ضرور... ضرور..." عمران سر ہلا کر بولا۔
اسپورٹ کار تیز رفتاری سے راستے طے کر رہی تھی۔ یا من ہی ڈرائیونگ کر رہی تھی اور عمران
اس کے قریب بیٹھا ہوا فون کی طرح چاروں طرف دیکھتا جا رہا تھا۔
"کیا دیکھ رہے ہو؟" یا من بولی۔

"مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے یہ سب کچھ پہلے ہی دیکھ چکا ہوں حالانکہ یہاں پہلی بار آیا ہوں۔"
"ایسا ہوتا ہے۔ تم ایسی افضاؤں کے بارے میں سوچتے رہے ہو گے اسی لئے اوجیت
میں محسوس کرتے۔"
"تم ذہین بھی ہو... خوبصورت پھول اور ذہانت کی خوشبو مجھے بہت متاثر کرتی ہے کیونکہ
حال دل و دماغ کا یہ قوف ہوں۔"

"قوف نہیں بلکہ سادہ لوح کہو۔ مجھے ایسے لوگ بہت اچھے لگتے ہیں جو چالاک پن کی
فیشن نہ کرتے ہوں۔"

"تم خود بھی تو ایسی ہی ہو۔"

"چالاک بن کر کیا کروں گی۔ ضرورت ہی کیا ہے۔ سیدھے سادھے آدمیوں کی طرح ادا رہو اور خوشیاں سیتے رہو۔ دوسروں کی چالاکی ہمیں اسی لئے دلی گرفت کرواتی ہے کہ ہماری چالاکی مات کھا گئی۔"

"واقعی بہت ذہین ہو۔"

آرت گیلری میں کھینچی کر دو بچوں کی طرح حقیرانہ انداز میں چاروں طرف نظروں سے گزرتا ہوا پھر رہے تھے۔ قدیم اور جدید مصوروں کے ہتھار کا نامے یہاں کھڑے ہوئے تھے۔

عمران تصاویر کے قریب رک کر ان سے حلقہ اظہار خیال کر رہا۔

"مصوروں کے بارے میں تمہارا تنقیدی شعور بھی حیرت انگیز ہے۔" یا سن ہوئی۔

دو فلٹران عمران غریب کی ایک رہائی کے قریب رک کر اس کی طرف مڑا۔

"یہ دیکھو۔ ذرا اس ساقی کو دیکھو۔ کیا تم سے مشابہ نہیں ہے۔"

"میرے خدا۔" یا سن چونک پڑی۔ "تم ٹھیک کہتے ہو۔"

"میری خواہش میں اسی کی نقل آؤ رہاں ہے۔ میں نے تم سے جھوٹ تو نہیں کہا تھا۔"

"تو آج تم نے مجھے دریافت کیا ہے۔" یا سن اس کی سنجیدگی پر فہم پڑی۔

"کاش میں تمہیں ایسے ہی لباؤ سے دیکھ سکتا اور تم میری طرف غصے پانی کا کاس ڈال رہی ہو تھیں۔"

"غصہ اپنی کیوں۔" وہ فہم پڑی۔

"ایسے مواقع پر غصہ اپنی ہی بیجا جاتا ہے۔"

"میں نے ابھی تک تمہیں شراب طلب کرتے نہیں دیکھا۔"

"میں نہیں پیتا۔"

"یہ بھی میرے لئے حیرت انگیز ہے۔"

"کیوں تم نے منع کیا ہے اس لئے نہیں پیتا۔"

"میں سوچ بھی نہیں سکتی کہ تم اتنے مذہبی ہو گے۔" یا سن نے مایوسی سے کہا۔

"کیا مذہبی ہونا بڑی بات ہے۔"

"نہیں ایہ بھی نہیں کہتی۔"

"کیا تم جیتی ہو؟"

"کبھی کبھی پورٹ یا شیرینی پی لیتی ہوں۔"

"میرا خیال ہے کہ تمہارے پیغمبر نے بھی شراب پینے کو منع کیا ہے۔ میں نے کہیں پڑھا تھا۔"

"اب زیادہ بوسمت کرو۔"

"دیکھو۔ میں نے تمہیں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ کبھی کبھی یہ قوفی کی باتیں بھی کرنے لگتا ہوں۔"

"وہیے میرا خیال ہے کہ آج سے میں شراب کو ہاتھ نہ لگاؤں گی کیونکہ ایک عیسائی نے

میرے پیغمبر کا حوالہ دیا ہے۔"

"کیا برامان کہیں؟" وہ بول کھڑا ہوا۔

"بالکل نہیں۔ میں تمہاری شکر گزار ہوں۔ اللہ اس کا رسول اور شیر خدا مجھے معاف کرے۔"

"واقعی میں تمہیں بوسمت کر دیتا۔"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ پلو۔ اب میں تمہیں ایک اور ایسے ہوٹل میں لے چلوں گی جو

ہاں کی بہترین تقریر کا ہوں میں شمار کیا جاتا ہے۔"

"وہ بھی تمہارے بچپانی کا ہے۔"

"ہاں۔"

باہر نکل کر وہ پھر اسپورٹ کار میں بیٹھے اور عمران نے اس کے عقب نما آئینے کو اس طرح

اڈا کر دیا کہ وہ خود بھی اس پر نظر کر سکے کیونکہ شیشیاں سے لگتی ہی اس نے محسوس کیا تھا کہ

اس کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ ٹیبلٹ کی ایک دو کس دیکھیں مسلسل پیچھے لگی رہی تھی اور اب بھی وہ

بست و خوابی دیکھ سکتا تھا۔

پہلا ہوٹل دانتوں میں دباتے ہوئے اس نے انکسوں سے یا سن کو دیکھا۔ وہ کچھ کھولی کھولی

کی نظر آ رہی تھی۔

"میں نے واقعی تمہارا نمونہ چوبیس کر دیا۔ معافی چاہتا ہوں۔" اس نے کہا۔

"پھوڑو۔۔۔ ختم کرو۔ پرانی بات ہوئی۔"

"ویسے میں ایک بڑی عمدہ بات سوچ رہا تھا۔"

"کیا بات؟"

"تم خود اپنا ایک اسٹیک بار کیوں نہیں کھول دیتیں۔ اسے مشرقی طرز پر بنانا اور خود وہاں وہی

کھانا لہاس پین کر بیٹھو جس میں تم غریب کو شراب دے رہی تھیں۔ یقین کرو وہاں مغرب کے

لوگوں کی بھیڑ رہا کرے گی کیونکہ وہ مشرق میں مشرقیت دیکھنے آتے ہیں۔"

"خیال اچھا ہے لیکن میرے باپ اتنے مالدار نہیں ہیں۔ تمہیں سن کر حیرت ہو گی کہ ہم

ملاوہ مالی بہن ہیں۔ اتنے بڑے گھر میں ایسی بچت کیسے ہو سکتی ہے جسے کسی بڑے کاروبار میں لگایا

جاسکے۔

”ہاں یہ بات تو ہے۔ مجھے خوشی ہوئی کہ تم گیارہ ہو۔ میرا باپ تو مجھ ایک کو بھی نہیں برداشت کر سکتا۔“

وہ کچھ نہ بولی۔ نہ جانے کیوں اس کے چہرے پر دوبارہ احتمالات طاری ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد بولی۔ ”خیر اچھا ان گیارہ میں سے صرف مجھے پسند کرتا ہے۔ باپ سے بھی اس کی لڑائی ہے۔ دونوں بھائی ایک دوسرے کو پسند نہیں کرتے۔“

”یہ تو بڑی بات ہے۔ ہاں تو تم مجھے اپنے بچا سے کب ملاؤ گی۔“

”میں ان سے ذکر کروں گی۔ سجد مصروف آدمی ہیں۔ مجھ سے ان کے لئے خوش ہیں کہ میں ان کے کاروبار میں دلچسپی لیتی ہوں۔“

”خیر دیکھا جائے گا۔“

گاڑی پھر ایک ہوٹل کی کپاونڈ میں داخل ہوئی۔ یہاں سوئٹنگ پول کے چاروں کناروں پر میزیں لگی ہوئی تھیں جن کے اوپر بڑے بڑے سائبان تھے عمران نے دو کس و بین کو بھی لپکاؤٹ میں پارک ہوتے دیکھا۔ اس میں سے ایک طویل قامت نوجوان پر آمد ہوا تھا۔

”میں ایک کمال کرتا چاہتا ہوں۔“ اس نے یاسمن سے کہا۔

”یہاں کسے کال کرو گے۔ میرے علاوہ اور کسی کو جانتے ہو۔“

”ایئر پورٹ۔ میرا ایک سوٹ کیس رو گیا تھا۔ معلوم کرتا ہے ملایا جنٹل۔۔۔ مل گیا ہو گا۔ شوبان کے لئے کمرہ دوں گا۔“

”دو سائے ہو تھو ہے۔ تم کال کرو۔ میں اندر ٹیبلر کو کچھ ہدایات دوں گی۔“ یاسمن نے کہا۔ عمران کو وہیں چھوڑ کر چلی گئی۔

بو تھ میں پہنچ کر عمران نے دروازہ بند کیا اور جنرل کے نمبر ڈائل کئے۔

”وائی قہری۔“ جواب ملنے پر اس نے ماؤ تھ جیس میں کہا۔

”اوہ۔۔۔ تم کہاں ہو؟“ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”تھوڑی دیر بعد آپ کو اطلاع مل جائے گی۔“ عمران نے ہاتھ ٹھکڑا کر سمجھے میں کہا۔ ”نیللی اور کس و بین پچھتا نہیں پھوڑی۔“

”کیا مطلب؟“

”دیکھئے جنرل صاحب اگر توافقی میں آپ کا کوئی آدمی میرے ہاتھوں مار گیا تو وہ امری مجھ پر نہ ہوگی۔“

”آخر تم نے وہ احتمال حرکت کیوں کی تھی۔“

”فون پر اس کے متعلق گفتگو نہیں کر سکتا۔ لیکن آپ کو یہ طریقہ ترک کرنا پڑے گا۔ نیلی کس و بین واپس منگوا لیجئے۔“

”خیر۔۔۔ اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔ مجھ سے جلد ملنے کی کوشش کرو۔“

”شکریہ اجلدی ملوں گا۔“

”سلسلہ منقطع کر کے دو باؤ تھو سے باہر نکل آیا۔ نیلی دو کس و بین والا بو تھ کے قریب ہی کواٹر آکر آیا تھا۔

عمران اس کی طرف توجہ دیتے بغیر یاسمن جانب والے سائبان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

سوئٹنگ پول میں نوجوان لوگ ڈانچ کر رہے تھے۔ ان میں خوش رنگ اور متناسب جسموں والی لڑکیاں بھی تھیں۔

وہ سائبان کے نیچے پہنچا ہی تھا کہ یاسمن واپس آئی دکھائی دی۔ اس کے پیچھے ایک آدمی چلا آ رہا تھا۔ قریب پہنچ کر اس نے عمران سے پوچھا۔ ”کس طرف بیٹھنا چاہتے ہو؟“

”یہاں دل چاہے بیٹھ جاؤ۔ میرے پاس سوئٹنگ ڈریس ہوتا تو میں بھی غسل کا احاطہ اٹھا سکتا۔“

”اوہ جی مہیا کر دیا جائے گا۔ تو پھر پہلے غسل ہی کرو۔ پھر کھائیں گے۔ میں بھی تھوڑی سی دیر تک کرتا چاہتی ہوں۔“

وہ پھر چلی گئی تھی۔ شاید غسل کا لباس فراہم کرنے کے لئے۔ عمران سائبان کے نیچے ہی بیٹھا رہا۔ نیلی گاڑی والا پھر دکھائی دیا۔ وہ بھی اسی سائبان میں چلا آیا تھا۔ عمران کے قریب ہی کی ایک کرسی کے سامنے بیٹھ گیا۔

”کن واپس آئی تو عمران آہستہ سے بولا۔“ پیچھے میری ایک بات سن لو۔“

”ہاں۔ کیا ہے۔“ وہ رازدارانہ انداز میں اپنا کان اس کے منہ کے قریب لے لی۔

”اگر میں نے تمہیں غسل کے لباس میں دیکھ لیا تو پھر میرا فرانس واپس جانے کو دل نہ چاہے۔“

”اسی دھمکی کڑی ہو کر یاسمن پر پڑی اور پھر بولی۔“ میں تو یہ سوچ رہی تھی کہ کہیں تمہیں غسل کے لباس میں دیکھ کر مجھے بتے نہ ہو جائے۔ مگر اسی وقت تک اچھے لگتے ہیں جب تک وہ پورے نہ پہنے ہوں۔ بھلا ان کے جسموں میں خوبصورتی کی کون سی چیز ہوتی ہے۔“

”بال ٹھیک۔ بڑی عمدہ بات کہی تم نے۔۔۔ مردوں سے زیادہ بے جگم جگم جانور خدا نے پیدا

نہیں کئے۔ میں نے ایک بار جس میں ایک ایسا لہا اور دہا پتا آدمی دیکھا تھا جو پانی میں تیرنے کے وقت بالکل بام چھلی معلوم ہوتا تھا۔

"اگر تم کیونکر تو یہاں بھی تمہیں ایک ایسا آدمی دکھا سکتی ہوں۔" وہ ایک بہت بڑا پامست اور عجوبی ہے۔ جو جسم کا دیتا ہے وہی ہوتا ہے اور بڑی غریب بات ہے کہ اس نے ایک بام چھلی بھی پال رکھی ہے۔"

"تم نے اپنے مستقبل کے بارے میں بھی اس سے پوچھا؟"

"نہیں۔ مجھے تو وہ بہت سو معلوم ہوتا ہے۔ ویسے میرے چچا اس کا بہت احترام کرتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ کوئی مافوق الفطرت ہستی ہو۔"

"بام چھلی کی کیا بات کہی تھی؟"

"میں نے چچا سے سنا تھا کہ اس کے یہاں ایک بہت بڑے اکیسویں ایم میں ایک چارفت بھی بام چھلی تیرتی رہتی ہے اور اس کا جسم بھی بام چھلی ہی کی طرح چمکا رہا ہے ایسا لگتا ہے جیسے جسم میں ہڈیاں ہی نہ ہوں۔ خود چچا کا خیال ہے کہ وہ اس بام چھلی سے بہت مشابہت رکھتا ہے۔"

"اب تو اسے دیکھنے کو دل چاہئے گا ہے۔ واقعی عجیب ہو گا۔ وہ کہاں رہتا ہے۔"

"یہ تو نہیں بتایا چکاتے۔"

"خیر ہو گا۔ اب کیا پروگرام ہے۔"

"کھانا کھا کر نہیں آرام کریں گے۔"

"جہاں آرام کرتا ہے۔ وہیں کھانا کیوں نہ کھائیں۔" عمران نے گلیوں سے نئی کاروائی دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ اسے مایوس کر دینا چاہتا تھا۔

"پلو یہی سہی۔" وہ افسی ہوئی ہوئی۔



پروفیسر تلکوا کی تجربہ گاہ شہر سے باہر تھی۔ اس کی گیارہ سال سے وہ یہاں مقیم تھا اور یہاں حکومت نے اس کے تحقیقی کاموں کے سلسلے میں آسمانیاں فراہم کی تھیں۔

تلکوا پر اگلی تھا۔ لیکن عام طور پر لوگ اسے فرانسیسی سمجھتے تھے کیونکہ وہ فرانسیسی بھی روانی سے بول سکتا تھا۔

اس کے ساتھ اس کی جوان العریضہ بی بی ملا رہا تھا۔ بچے نہیں تھے۔ خود پروفیسر تلکوا سال سے کم کا نہ رہا ہو گا۔

پروفیسر اس وقت اپنی تجربہ گاہ میں روانی قہری کی تصویر پر کچھ مزید تجربات کر رہا تھا۔ مقامی پولیس نے اس سے استدعا کی تھی کہ وہ کسی طرح اس تصویر کے صحیح انداز و خیال کی بھی کاپی کر کے لے کر شہر آئے۔

دفعتاً تجربہ گاہ کا دروازہ کھلا اور ایک دہا پتا اور لہا آدمی اندر داخل ہوا۔ پروفیسر چونک پڑا۔ نہ صرف چونک پڑا تھا بلکہ اس کے چہرے پر خوفزدگی کے آثار بھی نظر آئے تھے۔

"تحت... تم... اندر کس طرح آئے۔"

"مستر تلکوا کوڈ حوطہ ستا پھر رہا ہوں۔"

"مجھے یہ وہ مذاق پسند نہیں ہے۔ تاؤ اندر کیسے آئے۔ سارے دروازے مقفل تھے۔"

"میں تو این کر دروازوں کے رخنوں سے بھی گذر سکتا ہوں۔ مگر مار پانا کہاں ہے۔"

"تو اس مت کرو ٹھیک جاؤ یہاں سے۔" پروفیسر نے اسے لٹکانے کی کوشش کی لیکن اس کی ادا میں خوف کی لڑزش بدستور موجود تھی۔

"میں تمہارا پاس ہوں تلکوا۔ میرا احترام کرو۔"

"میں فی قہری بی بی کے علاوہ اور کسی کو جو بدلو نہیں۔"

"تم سنگ ہی کے غلام ہو تلکوا۔ مجھے درمیان میں لائے بغیر تم فی قہری بی بی سے رابطہ قائم کر سکتے۔"

"میں کہتا ہوں بٹلے جاؤ یہاں سے گندے پیلے سارے۔"

"میں تمہاری بدکھائی کا برا نہیں مانوں گا کیونکہ تم ایک بہت خوبصورت بیوی کے شوہر ہو۔"

اس نے سفاک سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

تلکوا ایک بڑا سا مستور ڈاکٹر کے رنگ کی طرف بھینا لیکن دوسرے ہی لمحے میں مستور اتوا چھل کر باہر نکلا اور سنگ کسی آنکھوں کی طرح اس سے چمکتا ہوا لائے گرفت بدرجہ سخت ہوتی جانے لگا۔ آخر قہری بی بی کی چٹیاں چٹا چٹ ٹوٹنے لگیں۔ قہری گرفت میں بند رہی دباؤ محسوس کرنے کی کوشش کر دیا۔

اسی ہی دیر میں تلکوا اس طرح چیخنے لگا تھا جیسے بچے موت کے چھینے سے بچ نکلنے کے لئے جدوجہد و جدوجہد شروع کر دی ہو۔

"... مار پانا کہاں ہے۔"

"تلکوا... بیٹو روم کے نیچے والے تہ خانے... وہ تم... سے ڈرتی ہے اس پر رحم کرو۔"

سنگ اسے چھوڑ کر بٹ گیا۔

تلاکوا کی آنکھیں بند تھیں اور وہ کھڑا اس طرح مجھ رہا تھا جیسے بہت زیادہ پی گیا ہو۔ سالہاں پہلے کی ہولی تھیں۔ پھر وہ دفعتاً فرش پر آ رہا سنگ خاموشی سے باہر نکل گیا۔ بھر کے لئے جہاں بھی نہیں دیکھا تھا کہ تلاکوا پر کیا گذری۔

تلاکوا چند لمبے آنکھیں بند کئے پڑا رہا۔ پھر کسی دشمنی جانور کی طرح کھٹکتا ہوا ایک جانب تلاکوا لگا۔ کھڑے ہونے کی سکت تلاکوا اب بھی نہیں تھی۔

بائیں جانب والی دیوار کے قریب چٹکی کر اس نے ایک ذیلی سوکچ بورڈ کا سرخ پٹیشن بنایا اور ہٹکی ہی سر سر اہٹ ہوئی اور سوکچ بورڈ کے برابر ہی دیوار سے ایک خانہ پر آہ بوا جس میں سیڈورنگ کی چھوٹی سی مشین نصب تھی اس نے ہاتھ پڑھا کر اس کا ایک سوکچ آن کیا۔ ہٹکی ہی آواز ہوئی کے مدہم سے شور سے مشابہ تھی کمرے میں گونجی۔ پھر وہ آہستہ آہستہ ایک چھوٹی کرچی کو گردش دینے لگا۔ ساتھ ہی لکھتا جا رہا تھا۔ "ہو مدام۔۔۔ افی قریبی بی ہلو۔۔۔ مدام فی قریبی بی۔۔۔"

ایچانک اس مشین سے ایسی آوازیں آنے لگیں جیسے بہت سے کتے بھونک رہے ہوں۔ پھر اس نے پشت پر قصبے کی آواز سنی اور کسی چوٹ کھائے ہوئے سانپ کی طرح پیٹ چلا۔ سنگ ہی دروازے میں کھڑا اس رہا تھا۔ تلاکوا اسے متحضر آمیز نظروں سے دیکھتا رہا۔ "پروفیسر!" سنگ مسخوکانہ انداز میں بولا۔ "میری ہر بات پر یقین کرنا سیکھو ورنہ عذارت ہوئے۔"

تلاکوا ایکو نہ بولا۔ سنگ نے آگے بڑھ کر اس انوکھی وضع کے ٹرانسمیٹر کا سوکچ آف کر دیا۔ اس کے بعد تلاکوا کو سہارا دے کر اٹھاتا ہوا بولا۔ "بالکل ٹھٹھی ہو۔۔۔ مار پانا جیس ٹھٹھی ہے۔ میں نے اس سے ملنے کی کوشش نہیں کی۔ تمہیں یہ بتانا چاہتا تھا کہ اب کوئی ایسی راست مدام سے گفتگو نہیں کر سکتا جو کچھ کہنا ہے مجھ سے کہو۔ مار پانا مجھے اچھی کتنی ہے مدام تم سے جدا نہیں کروں گا۔ تم دراصل وہی ہو۔ اس ڈر سے اس کو باہر نہیں نکلتے دینے کہ کسی جوان آدمی سے متاثر نہ ہو جائے۔"

"یہ بھوٹ ہے۔"

"ہو سکتا ہے۔" سنگ اسے سہارا دیتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ "آدمیوں میں سے ایک اور مارا گیا اس کی لاش ہال میں موجود ہے اور اس لاش کے ساتھ ایک تصویر پائی گئی ہے۔"

"آخر دو کون ہے؟"

"تمہیں کسی نہ کسی طرح اس کے صحیح خدو خال واضح کرنے ہیں۔"

"کوشش کر رہا ہوں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اس میں کامیابی نہیں ہو سکتی۔"

"سنگ اسے ہال میں لایا جہاں پر ایک لاش پڑی ہوئی تھی۔"

"یہ بھی شلتا ہی کی وجہ سے مارا گیا کیونکہ اس نامعلوم آدمی کے پاس ایک آئینہ چٹکی نماز موجود ہے۔ لہذا اب تم گرڈ ٹو کے سارے آدمیوں سے مطلقاً واپس لے لو۔"

"بب۔۔۔ بہت اچھا۔" تلاکوا دہرایا۔

"اور کبھی مار پانا کو ساتھ لے کر باہر بھی نکل جایا کرو۔ ورنہ مقامی حکام خواہ مخواہ تم سے متعلق شہادت میں جتنا ہو جائیں گے۔"

"مجھے اس پر مجبور نہ کرو۔ میں درخواست کرتا ہوں۔"

"آخر کیوں؟"

"تم سے مطلب۔" پروفیسر طلق چلا کر دہلاؤ سنگ کی مسکراہٹ فہم ہی دلانے والی تھی۔

"وہ مجھے اچھی لگتی ہے۔ کتنی بار کہوں۔ اس کمنے ہوئے ماحول میں وہ اپنی ہڈی کھو بیٹھے کی۔"

"اور۔۔۔ خدا۔" پروفیسر دانت جین کو اپنا سر جھٹکا ہوا بولا۔ "میں نے اس لفظ کا تحقیق کو بلاک کیوں نہیں کر دیا۔"

"اب کوشش کرو کیونکہ۔" سنگ بالکل بچوں کے سے انداز میں اسے تجویز رہا تھا۔

پروفیسر یاگوں کی طرح چٹختا اور اپنے بال نوچتا رہا۔



رات کے دس بجے تھے۔ ڈاکنگ ہال سے اٹھ کر عمران اپنے کمرے میں آیا۔ یا من گھر جا چکی تھی۔ رات کا کھانا بھی اس نے عمران ہی کے ساتھ کھایا تھا۔

سر شام ان کی واپسی ہوئی تھی اور عمران اسی کے ساتھ ڈاکنگ ہال ہی میں بیٹھا رہا تھا۔

کمرے میں داخل ہو کر اس نے چاروں طرف متحسنا نظر ڈالی اور موٹ کپس پر نظر پڑے ہی وہ مار کر لیا کہ اس کی عدم موجودگی میں کسی نے کمرے میں داخل ہو کر سامان کی تلاشی لی تھی۔

صحیح یا من کے ساتھ جانے سے پہلے اس نے اپنے سلمان پر کچھ ایسی نشانیاں چھوڑی تھیں ان کے ایک آدھ اونچ اور یا دھر ہوئے کی بنا پر وہ آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچ سکتا کہ اس کی عدم موجودگی میں اسے ہاتھ لگایا گیا ہے۔

دروازہ بولٹ کر کے وہ سوٹ کیس کے قریب آیا اور اس کا ڈھلنا اٹھانے کی وہ چیز ابھی نظر آنی
جوت تو اس کی ملکیت تھی اور وہ پہلے سے سوٹ کیس میں موجود تھی۔

یہ ایک چھوٹا سا دائرہ بیکار ڈر تھا۔

”ہوں۔“ وہ آہستہ سے بڑبڑایا ”تو یہ بات ہے۔ کیوں مباحثیں کر رہے ہو یہاں۔ تم ہمارے
آؤ گے۔“

دائرہ بیکار ڈر اٹھا کر اس نے اس کا ڈھیلے میں دبایا اور پھر اسے کان کے قریب لے جا کر سننے لگا۔
آواز آ رہی تھی۔ ”ہیلو والی قہری۔ تم اس پرو فیسر تھاکاوا کے متعلق ضرور کچھ جانتا ہوا ہو گے
لہذا سنو یہ دس سال قبل پر نکال کی ایک یونیورسٹی سے یہاں آیا تھا۔ ماہر برقیات ہے۔ ہماری
حکومت سے بھی دغیفہ لے رہا ہے لیکن اس کا اس طرح اچانک سامنے آنا مجھے حیرت میں ڈال رہا
ہے جیسے آگاہ کیا ہوا ہے اگر مناسب سمجھو تو اسے چیک کر لو۔ کوئی پیغام بھیج دینا چاہو تو اسے
ریکارڈ کر کے اس ریکارڈر کو کسی رومی کاغذ میں لپیٹ کر کل صبح ٹھیک آٹھ بجے ہوٹل کے پارک
والے ڈسٹ بن میں ڈال دینا۔ اور۔“

عمران نے جڑل کی آواز پچانی لی تھی اس نے دائرہ کو ہوا اٹھا لیا اور ریکارڈر کو منہ کے قریب
لا کر آہستہ آہستہ کہنا شروع کیا۔ ”توجہ کا شکریہ! پرو فیسر نے جس لاش کے ساتھ پانی جانے والی
تصویر کے بارے میں اظہار خیال کیا تھا وہ پولیس اسٹیشن کے قریب نہیں پھینکی گئی تھی۔ وہاں کسی
طرح پہنچی اخبار میں چھپی ہوئی تصویر سے میرے میک اپ کا سرخ پالینا ممکن ہے البتہ کمرہ ذرا
کا اکثر وٹک شٹ میک اپ کی نشاندہی کر سکتا ہے لہذا وہ لاش تصویر کو شٹ کر لینے کے بعد
پولیس اسٹیشن کے قریب پھینکوا دی گئی ہوگی جہاں میں نے اسے پھینکا تھا وہ جگہ پولیس اسٹیشن سے
دو میل کے فاصلے پر ہے۔ دراصل یہ حرکت اسی لئے کی گئی ہے کہ میں پرو فیسر پر دھواؤلی کر ہی
لوگوں کے جال میں پھنس جاؤں۔ اس لئے فی الحال آپ لوگ بھی اس سے دور رہتے ہیں مناسب
وقت پر اسے بھی دیکھ لوں گا۔“

دائرہ بیکار ڈر کو اس نے پھر سوٹ کیس میں ڈال دیا اور کپڑے اٹارنے ہی والا تھا کہ فون کی
گھنٹی بجی۔ اس نے ریسیور اٹھا کر تراساٹ بنایا اور مہاتھ میں میں کر لیا۔ ”ہیلو۔۔۔“

”ہائیں۔۔۔ کیا تم تیار ہو۔“ دوسری طرف سے یاسمن کی آواز آئی۔

”اوہ۔۔۔ تم ہو۔۔۔ نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں کیا تم گھر پہنچ گئیں۔“

”نہیں اچھا کے گھر سے بول رہی ہوں۔ وہ تم سے اسی وقت ملنا چاہتے ہیں۔“

”کیوں کیا بات ہے۔“

”بات دراصل یہ ہے کہ انجین میری اور تمہاری دوستی پر حیرت ہے۔“

”ہائیں! کیوں۔۔۔ کیا میں اس قابل نہیں ہوں۔“

”نہیں یہ بات نہیں اور دراصل میں بہت ہی چچی اور بد مانع مشہور ہوں۔ آج تک میں
نے کسی مرد کو اس حد تک مت نہیں لگایا تھا کہ اس کے ساتھ گھومتی پھروں۔“

”اب تو مارے گئے۔“ عمران مہاتھ میں کو ہتھیلی سے بند کر کے بڑبڑایا۔

”ہیلو۔۔۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”ہیلو۔۔۔ عمران نے مراد ہی آواز میں کیا۔

”وہ اسی وقت ملنا چاہتے ہیں اس لئے جیسے ملنا پڑے گا وہ اپنی سخت توجہیں محسوس کر رہی
ہیں۔“

”کیا وہ قریب ہی نہیں موجود ہیں۔ تم کہاں سے فون کر رہی ہو۔؟“

”کافی دور سے۔۔۔ وہ کسی دوسرے کمرے میں ہیں اور وہاں سب سے زیادہ دلچسپ بات یہ
ہو گی کہ تم اس بد وقت آدمی کو بھی دیکھ سکو گے جو بام بھیلی سے مشابہ ہے۔ وہی نوی اس وقت
ہلکا کے ساتھ ہے۔“

”تو پھر میں کہاں آؤں۔“

”گاڑی بھیج دی گئی ہے۔“ عمران قریب کوئی تہہاٹ کمرے کے دروازے پر دستک دے گا۔

”اچھا میں منتظر رہوں گا۔“ عمران نے کہا اور ریسیور رکھ کر سوٹ کیس کی طرف جھپٹا اور اس
میں سے دائرہ بیکار ڈر نکال کر اسے بڑی پھرتی سے پلاسٹک کی تھیلی میں بیگ کر تا ہوا ریموڈی میں
آگیا۔ دروازے کی ہائیں جانب کا کٹس کا گولار کھا ہوا تھا۔ فوراً ہی دائرہ بیکار ڈر اس کی گیلی مٹی میں
دل کر دیا گیا۔ جڑل نے اسے ڈسٹ بن میں ڈالنے کا وقت دوسری صبح آٹھ بجے مقرر کیا تھا۔
اس لئے اس کی عدم موجودگی میں وہ سوٹ کیس میں بھی نہیں چھوڑا ہوا تھا اور ساتھ رکھنا بھی
طرے سے خالی نہ ہوتا کیونکہ وہ ایک ایسی جگہ جانے والا تھا جہاں رنگ کی موجودگی کی اطلاع پہلے
فی سے مل چکی تھی۔

کمرے میں داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کیا اور آئینے کے سامنے بیٹھ کر اپنے میک اپ کا
ہارہ لٹے لگا۔ عمران کو یقین تھا کہ رنگ ہی اسے پہچان نہ سکے گا کیونکہ ایک حیرت انگیز لوشن نے
اس کی آنکھوں کی بناوٹ تک بدل دی تھی۔

والی قہری کے میک اپ میں بھی آنکھیں عمران کی آنکھوں کی حیثیت سے شناخت نہیں کی
والی جیس۔ تھاکاوا بھی ان کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔

پندرہ منٹ بعد کسی نے دروازے پر دستک دی۔

"اندرا آ جاؤ۔" عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

ایک آدمی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا لیکن وہ راتیر نہیں معلوم ہو سکتا تھا۔

"موسیٰ... لیسی رولاں..." اس نے فرائیسی ہی کے سے لہجے میں کہا۔ عمران نے کسی

قدر خم ہو کر اس کے خیال کی تصدیق کی۔

"آپ کو سامورٹیل یا سمن کا پیغام ملا ہو گا؟"

"یقیناً... میں تیار ہوں۔" عمران خوشی ظاہر کرتا ہوا بولا۔ "ڈرا... ایک صحت تم بیٹھو۔"

میں ہاتھ روم تک..."

وہ تیزی سے ہاتھ روم میں داخل ہوا تھا اور کوئی چیز واش بین کے بیچے سے نکال کر کونٹ کی

اندرونی جیب میں ڈال لی تھی۔

واپسی پر اس نے نوادہ سے کہا کہ اسے اپنا ملحق معائنہ کرانا پڑے گا۔ کیونکہ آپ وہاں

تہہ ملی نے اس کے مٹانے پر تہہ اثر ڈالا ہے۔

"نور جناب؟" نوادہ نے کہا اور اس کے لئے دروازہ کھول کر کھڑا ہو گیا۔

"شکریہ..." عمران نے باہر نکل کر دروازے کو مقل کرتے ہوئے کہا۔ ڈانگ ہال میں

کاؤنٹر کلرک کے حوالے کر کے وہ پورچ میں آیا۔ یہاں ایک لمبی سی سیاہ گاڑی کھڑی تھی۔ نوادہ

نے جیپلی سیٹ کا دروازہ کھولا اور عمران اندر بیٹھ گیا۔ دروازہ بند کر کے نوادہ ڈرائیور کے پاس

بیٹھا تھا۔

گاڑی حرکت میں آگئی لیکن عمران محسوس کر رہا تھا کہ وہ جہاد حیدر کے عمل کی طرف

رہی۔ یا سمن اسے پہلے ہی عمل دور سے دکھا چکی تھی۔ عمران خاموش بیٹھا رہا۔ لیکن جب گاڑی

شہری آبادی چھوڑ کر ویرانے میں نکل آئی تو اسے ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے

ہو جاتا پڑا۔ اس کی خاموشی اور ماقول سے لا تعلقی کے مظاہرے میں فرق نہ آیا۔ بالکل ایسا

ہو رہا تھا جیسے وہ یا سمن پر اندھا اعتماد رکھتا ہو۔

اندھیرا اتنا گہرا تھا کہ ہینڈ لائٹس کی روشنی میں آنے والے سڑک کے حصے کے علاوہ ہر

نظر نہیں آ رہا تھا۔ پھر اچانک گاڑی یا سمن کی جانب سے کسی کچے راستے پر مڑ گئی۔ تھوڑے ہی لمحے

کسی عمارت کی روشنی کھڑکیاں اندر سے میں قریب سے پہنچ کر عمارت میں

گاڑی کی رفتار کم ہو گئی تھی۔ عمارت کی روشنیاں آہستہ آہستہ قریب ہوتی رہیں۔

ناموار تھا اس لئے گاڑی میں بیٹھے والے بار بار جھکولے کھارہے تھے۔ اسی دوران میں

بایاں ہاتھ اچھی کی گردن پر چڑا اور دایاں ہاتھ کھینچی رہے۔ پھر جتنی دیر میں ڈرائیور کچھ سمجھنے کی

کوشش کرنا اس کی گردن سے ہستول کی نال جا گئی۔

"احتیاط..." عمران خوشوار لہجے میں بولا۔ "گاڑی عمارت کے قریب کھڑی کر کے الگجی بند

کرنا اور کھینچی میرے حوالے کر دینا۔ ہستول بے آواز ہے۔"

اسٹیرنگ پر ڈرائیور کے ہاتھ کانپ گئے۔

"ہو شاید... ورنہ اس سے پہلے مر جاتا۔" عمران نے اس کی گردن پر ہستول کا دباؤ ڈالتے

ہوئے کہا۔

عمار کے قریب پہنچ کر اس نے گاڑی روکی اور کھینچی عمران کے حوالے کر دی۔ دوسرے ہی لمحے

ہستول کا دست اس کی کھینچی پر پڑا اور وہ بھی بیہوش سا تھی پر ڈھیر ہو گیا پھر عمران گاڑی سے اتر آیا اور

اندھیرے میں مدغم ہو گیا تھا۔



اس وقت تجربہ گاہ میں تھکاؤ کی کسن اور خوبصورت بیوی ماریانا بھی موجود تھی اور تھکاؤ

منظر بانہ اندام میں چاروں طرف ٹھٹھا پھر رہا تھا۔ ماریانا اسے گھورے چارہ ہی تھی۔ کبھی کبھی کچھ کہنے

کے لئے ہستول کو جھنڈ دیتی اور پھر رک جاتی۔

دفعہ چار آدمی تجربہ گاہ میں داخل ہوئے یہ بھی اسی کی طرح شدید غم غیر ملکی تھے۔ ان میں

سے ایک نے کہا۔

"پروفیسر گاڑی میں دو آدمی بیہوش پڑے ہیں اور تیسرے کا ہاتھ نہیں۔"

"کیا مطلب؟" پروفیسر چونک پڑا۔

"مطلب یہ کہ وہ آدمی گاڑی میں موجود نہیں جس کے بارے میں چھان بین کرتی ہے۔"

"تو پھر میں کیا کروں؟" تھکاؤ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مم... مطلب یہ کہ... پاس۔"

"خاموش رہو۔ اس وفد الحرام کا ذکر نہیں سنا چاہتا۔"

"پھر ہم کیا کریں۔"

"اپنے پاس سے پوچھو۔"

"ہم نہیں جانتے کہ وہ اس وقت کہاں ہوں گے۔"

"تم پھر جاؤ... تم بھی کہیں جا کر سو رہو۔"

"کوئی..." دوسرا بولا۔ "پروفیسر ٹھیک تو کہہ رہے ہیں انہیں ان معاملات سے کیا سروکار۔"

"چلو... تو پھر تلاش کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان کی بیہوشی کا باعث وہی ہو گا۔ اور گاڑی کے بغیر یہاں سے واپس نہیں جاسکے گا لہذا گاڑی ہی کی گھرائی کرتے رہو۔"

وہ چاروں واپس چلے گئے اور پروفیسر قہر آلود نظروں سے دروازے کو گھورتا رہا۔

"کیا تھ ہے۔" ماریانا نے پروفیسر کے قریب آکر پوچھا۔

"اس کتے نے کسی کو بھگولیا تھا جس کے بارے میں چھان بین کرنی تھی کہ خرابی تھی یا نہیں۔ ایک آپ تو نہیں ہے۔"

"تو پھر کیا ہوا؟"

"جو کچھ ہوا ابھی سن چکی ہو۔" پروفیسر نے ناخوشگوار لہجے میں کہا اور پھر ایک بیک اچھل پڑا۔

"یہ کیا ہوا؟" ماریانا خود لہجے میں بولی۔

"وہ گاہک... جنم میں جائے۔ اس کتے کے چنے نے مجھے بے بس کر کے رکھ دیا ہے۔ اس اندیشہ کہ میں اپنی آواز سن کر وہ خاموش ہو گیا۔ ان چاروں میں سے دو آدمی اندر

داخل ہوئے جو کچھ دیر پہلے یہاں آئے تھے۔

"کیا بات ہے۔" پروفیسر نے پوچھا۔

"کوئی... اور ذرا ک مارے گئے۔"

"کیا مطلب؟"

"فائر... سائیکسٹر لگے ہوئے پستول کے فائر۔ وہ اندھیرے میں بھیڑیوں کی طرح بھاگ رہا ہے۔"

"تلاش کرو۔" پروفیسر غرلیا۔

"ہرگز نہیں۔" باہر گہرا اندھیرا ہے۔ ہم اندھے کنوئیں میں چھلانگ نہیں لگا سکتے۔"

"اچھا تو۔ یہاں سے چلے جانا۔ میں اپنی تجربہ گاہ میں اس کتے کے حلیوں کو دیکھ کر تھک رہا ہوں۔"

"کیا تم چاہتے ہو کہ ہم مار ڈالے جائیں۔"

"سنو ڈارک۔" ماریانا پروفیسر کو مخالف کر کے بولی۔ "اگر وہ اس طرح مرنے مارنے پر مائل کیا ہے تو پھر ہم بھی تو خطرے میں ہیں۔"

"نہیں۔" وہ دروازے کی طرف سے آواز آئی۔ "خطرے میں صرف وہی ہیں جنہوں نے

تکسیم سے غداری کی ہے۔ مادام کے حکم پر اپنی شخصیت کو فوقیت دیتے ہیں۔"

"اے... لکھی... رولاں۔" پروفیسر بکھاپا۔ ماریانا اس کے ہاتھ میں نظر آنے والے پستول کو گھورے جارہی تھی اور چاروں کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے تھے۔

"تم دونوں اپنے ہاتھ نیچے گرا دو۔" عمران نے پروفیسر سے کہا۔ "مجھے علم ہے کہ تم دونوں

غدار نہیں ہو۔"

"شکریہ! پروفیسر نے طویل سانس لی۔

"اور تم دونوں باہر چلو۔" اس نے پستول کو جینٹل دی۔ "چلو ورنہ کچھ سیٹی شتم کروں گا۔"

"سک۔" کہاں جاتا ہے...؟"

"اپنے پاس کے پاس لے چلو۔"

"ہم نہیں جانتے کہ وہ کہاں رہتے ہیں۔ یقین کرو۔"

"اچھا تو وہیں لے چلو جہاں تم رہتے ہو۔"

"یہ ہو سکتا ہے... چلو۔"

وہ دونوں دروازے کی طرف مڑ گئے۔

لن کے باہر نکل جانے پر ماریانا بڑبڑائی۔ "مجھ پر فحشی طاری ہو رہی ہے سہارا دو۔"

پھر وہ لڑکھرائی بھی تھی۔ پروفیسر نے آگے بڑھ کر اسے سنبھالا ہی تھا کہ باہر سے پے در پے

دو گھنٹیں ایک بار پھر سنائی دیں۔

"اوہ... خدا... ماریانا خود بخود سنبھل گئی۔

"شش... شکا دو۔" ماریانا نے گے۔ "پروفیسر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"لکھی... رولاں... مادام ہی کا تھانہ معلوم ہوتا ہے یہ بہت اچھا ہوا... بہت ہی اچھا۔"

عمران پھر تجربہ گاہ میں داخل ہوا۔

"تم اسے کس طرح مطلع کرو گے کہ لکھی رولاں چار کو قتل اور دو کو بیہوش کر کے نکل گیا۔"

عمران نے پروفیسر سے پوچھا۔

"شکا کچھ وہیں بعد وہ خود ہی فون پر رابطہ قائم کرے۔ میں تو نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہو گا۔"

"رولاں...؟"

عمران نے ماریانا کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ "مادام تنگ ہوا...؟"

"ہاں...؟"

"اچھا تو پروفیسر انہیں خواب گاہ میں چھوڑ آؤ۔ ہم کچھ ضروری باتیں کریں گے۔"

تلاکھوانے ماریا کی طرف دیکھا۔

"نہیں... میں تمہا نہیں رہوں گی۔"

"اچھی بات ہے تو۔ لیکن کسی طرف بیٹھ جاؤ۔" تلاکھوا بولا اور عمران سے کہا۔

"ماریا!... رازدار ہے۔ میں نے تنظیم سے باہر شادی نہیں کی تھی۔"

"ٹھیک ہے... کوئی حرج نہیں... روشنی بھلاؤ۔ ہم آہستہ آہستہ گفتگو کریں گے۔ میں

محسوس کر رہا ہوں کہ مادام تلاکھوا اسی غیبت سے خائف ہیں۔"

"تم ٹھیک سمجھے موسیور ولال۔" تلاکھوا غصہ ناک ہو کر بولا۔ "تنظیم ایسے گندے سوروں کو

برداشت نہیں کر سکتی۔ یہاں تک مادام نے اس پر کیسے اعتماد کر لیا۔"

"تمہیں مادام پر کتنی جتنی کا حق نہیں پہنچتا۔" ذوق عمران غرا گیا۔

"معافی چاہتا ہوں موسیور۔ دراصل حالات نے میری عقل چھین کر دی ہے۔"

"ہر حال میں غصہ نہ ہو۔ اچھا اب اسٹ آف کرو۔ ہم سوچ بچار کے قریب کھڑے ہو کر

گفتگو کریں گے۔"

پھر تجربہ گاہ میں اندھیرا ہو گیا۔ اس سے قبل تلاکھوانے دروازے کو اندر سے قفل کیا تھا۔

"لگ... کہیں دو دو لوگوں ہوش میں نہ آجائیں جن کا ذکر ان چاروں نے کیا تھا۔" تلاکھوا

آہستہ سے بولا۔

"ان کی فکر نہ کرو۔ اب وہ گاڑی میں نہیں ہیں اور کئی گھنٹے تک گہری نیند سوتے رہیں گے۔"

"اور دو چاروں کا کچھ مر گئے۔" تلاکھوانے ہیرا کی ہوئی آواز میں پوچھا "بالکل؟" عمران نے سر ہلکے

میں کہا۔ "وہ دونوں بھی مر جاتے اگر مقامی آدمی نہ ہوتے کیونکہ ان کے بارے میں مجھے پتہ

نہیں کہ وہ معمولی ملازم ہیں یا تنظیم ہی سے متعلق ہیں۔"

"میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔"

"مگر وہ تم سے میرے بارے میں سوال کرے تو کہہ دینا کہ تم نے بمشکل اپنی اور اپنی رہ لیا

جان بچائی ہے۔"

"تو کیا وہ تصویر والی لاشیں بھی؟"

"وہ میرے لئے ابھی حیرت کا باعث ہیں۔ نہیں میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔"

اسے میری اصلیت نہ معلوم ہونے پانے میں تم سے متاثر ہوں گا۔ تم یہ معلوم کرنا

کو شش کرو کہ وہ کن مقامات پر قیام کرتا ہے۔ میں اسے زندہ گرفتار کر کے مادام کی خدمت میں

پیش کرتا چاہتا ہوں کیونکہ مجھے یہی حکم ملا ہے۔"

"اچھی بات ہے۔ میں مادام کا خادم ہوں۔ انہی کے لئے زندہ ہوں اور انہی کے لئے مرنے

والا۔"

"پھر وہی نقشین کر لو۔ اسے ہرگز نہ معلوم ہونے پانے کہ میں مادام کا فرستادہ ہوں۔"

"اطمینان رکھو موسیور ولال۔"

"اچھا بس... میں چلا۔"

تلاکھوانے سوچ آن کر کے تجربہ گاہ میں روشنی کر دی۔ پھر اس نے دروازے کا قفل کھولا تھا

اور عمران باہر نکلا چلا گیا تھا۔

"چلو۔" اس نے ماریا سے کہا "ہم خوابگاہ والے قہر خانے میں چلے ہیں تاکہ اسے ہماری بات

پہنچ سکے۔"

بمبھل تمام وہ ماریا کا گوداں سے لے جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ وہ تو اتنی خوفزدہ تھی کہ اپنی

حالت سے کھڑی بھی نہیں ہو سکتی تھی۔

خوابگاہ میں پہنچ کر اس نے مسیوری کے نیچے کسی منکھڑم کو حرکت دی تھی اور مسیوری ایک

دراڑ سے اٹھی تھی اور "مچھر ڈگری کے ڈاؤن پر رک گئی تھی۔"

قہر خانے کا راستہ ظاہر ہو گیا۔ گیارہ بیڑ حیاں انہیں نیچے لے گئیں پھر جیسے ہی وہ قہر خانے کی روشنی کا

دراڑ آن کیا مسیوری اپنی جگہ پر واپسی کے لئے آہستہ آہستہ حرکت کرنے لگی۔



تک سیار ہار فون پر کسی کے نمبر ڈائل کئے جا رہا تھا۔ لیکن دوسری طرف سے جواب

نہیں مل رہا تھا۔ بالآخر ریسیور کرپل پر رکھ کر وہ خالی خالی نظروں سے ظہا میں گھر لے گیا۔

لگ بھگ رات کا ایک بجلیا۔ ساتھ ہی فون کی گھنٹی بھی بجی۔ سنگ نے بجٹ کر ریسیور اٹھا لیا۔

"ہاں... تھری فکس میں پہنچے۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "کوئی بڑی خبر ہے۔"

"سب گولی مار دیئے کے قابل ہو۔" سنگ دہڑا۔

"لگ... کیوں...؟"

اس سے پہلے کبھی میں نے پے در پے اتنی بڑی خبریں نہیں سنی۔" سنگ نے کہا اور ریسیور

ال پر ڈیٹا دیا۔ پھر وہ بہت جلدی سے باہر نکلا تھا۔ گاڑی پر آمد سے ہی سے لگی کھڑی تھی۔ سڑک

کا کارڈ طوقانی رفتار سے مشرق کی طرف روانہ ہو گئی۔ سڑک سٹیشن پر ہی تھی۔ اندھیرا

کی سائیں کر رہا تھا۔

دس منٹ کے اندر اندر شہری آبادی پیچھے رہ گئی۔

قرنی سلس... وہ راتے میں دو کمروں کی ایک مختصر سی عمارت ثابت ہوئی جہاں کچھ لوگ لیپوں کی دھندلی سی روشنی چمکی ہوئی تھی۔

اس کمرے میں ایک سفید قام غیر ملکی سو کواری شکل بنائے کھڑا تھا۔

"کیا خیر ہے شاو...؟" سنگ نے پرسکون لہجے میں کہا۔

"دوسرے کمرے میں چلے پاس۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

دوسرے کمرے میں چار اشیں اور دو بیہوش آدمی پناہ نہیں کب سے اس کے منتظر تھے۔

"او...۔۔۔۔۔" سنگ شاو کی طرف مڑا۔

"ان دو مقامی آدمیوں کو میں نہیں جانتا۔" شاو بولا۔ "یہ صرف بے ہوش ہیں اور اسلحا آدمیوں کے گولیاں لگی ہیں۔ خنڈے ہو چکے ہیں۔ تانگا اور اس کی بیوی کاکتیں پناہ نہیں۔ عمارت سنان پڑی ہے۔"

"میں دیکھوں گا۔" سنگ نے سر ہلکے میں کہا۔ چند لمبے کچھ سوچتا رہا پھر دروازے کی طرف مڑا ہوا بولا۔ "بیہوش آدمیوں کو اٹھا کر گاڑی میں ڈال دو اور ان کی لاشوں کو اس طرح لٹکایا گاؤ کہ ان کا سر رخ نہ مل سکے۔"

"او۔۔۔۔۔ کے پاس۔" شاو گھوگر آواز میں بولا۔ شاید وہ اپنے ساتھیوں کو پورے اعزاز کے ساتھ دفن کرنا چاہتا تھا۔

پانچ منٹ کے اندر ہی اندر گاڑی پھر علیا آباد کی طرف جا رہی تھی۔ سنگ کے ہونٹ کانپ رہے تھے اور ایکسپریز پر وہاں بڑھاتا جا رہا تھا۔ گاڑی کے پیچھے حصے میں دونوں بیہوش آدمی تھے اور ان پر کیبل ڈال دیا گیا تھا۔ علیا آباد پہنچ کر گاڑی کا رخ جو تھوہیدر کے محل کی طرف ہو گیا رہتا رہی اب معمولی سی تھی۔

کچھ دیر بعد چانگ پر پہنچ کر گاڑی روکی تھی کہ چوکیدار سمجھ کر اس کی طرف آیا۔

"آگے جو تھوہیدر کو جگاؤ...۔۔۔۔۔ میرے آنے کی اطلاع دو۔"

"بہت بہتر آگائی۔"

وہ چانگ سے مہلت کیمپن میں واپس چلا گیا۔ شاید فون پر سنگ کی آمد کی اطلاع دینا چاہتا تھا۔ چانگ کھلنے میں دیر نہیں لگی تھی اور سنگ گاڑی اندر لے چلا گیا تھا۔

اتنی رات گئے جو تھوہیدر کا اٹھایا ہوا آسان کام نہیں تھا لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے یہ ایک فون کال نے پورے محل کو جگا دیا ہو۔ سنگ نے گاڑی پورچ میں کھڑی کر دی اور قریب

اے کے ملازم سے پورچ کی روشنی بجھا دیے کو کہتا ہوا نیچے اتر گیا۔

جو تھوہیدر شب خوابی کے لباس میں اس کے استقبال کو موجود تھا۔ آنکھیں نیمہ کے اشارے سے کھلی پڑی تھیں۔

کمرے میں پہنچ کر سنگ بولا۔ "تمہارے دونوں آدمی گاڑی میں بیہوش پڑے ہیں۔"

"سنگ۔ کیا... ہوا۔۔۔۔۔؟"

"جہاں اسے پہنچنا تھا وہیں اس نے انہیں بے بس کر دیے۔ پناہ نہیں تمہاری گاڑی کا کیا ہوا۔"

"یہ تو بہت بُرا ہوا۔ آخر وہ ہے کون؟"

"یقین کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا۔ ویسے تم ہو نیل میں چپک کر آؤ گے۔ وہ لیکن آیا تھا نہیں۔" جو تھوہیدر نے فون پر کسی سے اس کے متعلق گفتگو کی تھی اور دیکھو رکھا کر بولے ہوئے

کہ میں بولا تھا۔ "اے آپ شریف رکھئے۔ ابھی تک کمرے میں۔"

"ٹھیک ہے۔" سنگ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا خشک لہجے میں بولا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کی واپسی ہوئی تھی یا نہیں۔" جو تھوہیدر نے بھی اس صوفے کے حصے پر تھکتے ہوئے کہا۔ "آپ اس وقت کیا چاہنا پسند کریں گے۔"

"ارائی جن۔۔۔۔۔ ٹیٹ۔"

جو تھوہیدر نے جھٹی بھائی۔ ایک ملازم کمرے میں داخل ہوا اور جو تھوہیدر سے ہدایات لے کر اٹھ چلا گیا۔

"اپنی جیتی کو بھی بلاؤ۔" سنگ نے پر نظر لہجے میں کہا۔

"اس وقت چند مشکل ہے۔ وہ یہاں اس کی منتظر رہی تھی پھر ہو نیل جانے کا ارادہ کیا تھا لیکن میں نے اسے سختی سے منع کر کے گھر بھگوا دیا تھا۔"

"خیر جانے دو۔" سنگ خشک ہونٹوں پر زبان بھیرتا ہوا بولا۔ "صرف چند روزوں کے بعد بہت تکلیفیں ہیں۔ اس کے بعد حالات سازگار ہو جائیں گے۔ بہت جلد رات کے ضرورت

ہوگا۔" کچھ کہتے ہی والا تھا کہ ملازم سنگ کے لئے شراب اور اس کے لوازمات لے کر آیا۔ میز پر لگی۔ ملازم کے واپس ہو جانے پر جو تھوہیدر نے کہا۔

"تو پھر یہ سمجھا جائے کہ وہ خوفناک چہرے والا اور نیکی رولاں ایک ہی شخص کے دو روپ ہیں۔"

"اوہ دیکھا جائے گا۔" سنگ نے گلاس طالی کر کے طویل سانس لی اور دوبارہ اٹھ بیٹھے گا۔

فون کی گھنٹی بجی۔ جو آؤ حیدر نے بچپٹ کر ریسور انھیلید۔ دوسری طرف سے بولنے والے کی بات سننا رہا۔ اس کے چہرے پر حیرت اور حیرتوں کے آثار تھے۔ ریسور رکھ کر وہ سنگ کی طرف مڑا۔

”وہ نکل گیا بتایا عالی۔“

”مجھے یقین تھا۔“ سنگ مسکرا کر بولا۔ ”اولیٰ در ہے کا حرا ہے۔“

”قبائیت اطمینان سے رخصت ہوا ہے۔“ جو آؤ متا۔ غار لہجے میں بولا۔

”اور وہ کہیں نہیں گیا۔“ صبح کسی دوسرے روپ میں وہ نانا پھر رہا ہو گا۔ یقین کرو جو وہ غارت سے شہر ان جا رہا ہے۔“

”اور وہ کہیں نہیں گیا۔“ صبح کسی دوسرے روپ میں وہ نانا پھر رہا ہو گا۔ یقین کرو جو وہ حیدر... اگر وہ عورت ہوتا تو میں اس سے شادی کرنے کے لئے اپنی گردن تک کنا دیتا اور ہمارے بچے اتنے ذہین ہوتے کہ دنیا تہہ دہلا کر کے رکھ دیتے۔“

”تو آپ اسے اچھی طرح جانتے ہیں۔“

”خوب اچھی طرح۔“ سنگ نے طوٹے سانس لی۔ ”لیکن تمہاری جتنی نظر ہے جس سے۔“ اولیٰ تو اس طرح اس کی جدائی اسے پاگل کر دے گی اور پھر وہ کسی نہ کسی روپ میں وہ پارہ اس سے ملے گی کو شش کرے گا۔ لہذا جتنی پرکری نظر رکھو۔ اگر وہ پکڑا جائے گا تو آئندہ یا من ہی کے قتل سے بچا جائے گا۔“

”اب وہ گھر سے باہر قدم نہ نکال سکے گی۔“

”یہ سب سے بڑی غلطی ہو گی جو آؤ اسے پہلے سے بھی زیادہ آزادی دے۔ اسے یاد دہانے کی کوشش کرنا کہ جو کچھ بھی ہو اس کا علم تمہیں نہیں تھا۔ تم تو کچھ اچھے اس سے مل کر یہ بتانا چاہتے تھے کہ تم اسے اس کے دوست کی حیثیت سے پسند کرتے ہو۔“

”بڑی عجیب بات ہے۔“

”شام کو تم ابھی تک سمجھ نہیں سکے۔“

”کیا نہیں سمجھ سکے۔“

”اس نے تمہاری جتنی سے اسی لئے وہ سچی بدھائی تھی کہ اسے تمہارے اور میرے قتل کا علم تھا۔“

”اوہو۔“ جو آؤ حیدر کے چہرے پر خوف کے آثار نظر آئے اور سنگ فیس پڑا۔

”دروست۔ سب کچھ مجھ پر چھوڑ دو۔“ اس نے کہا۔ ”تم پر آج نہیں آنے پائے گی۔“

”اسے پٹ لوں گا۔“

”آپ ایسے ہی ہیں جناب۔ مجھے یقین ہے۔“ جو آؤ حیدر کھنکھلا دیا۔



صبح ہوتے ہی یا من حیر کی طرح ہوٹل شہستان چلی تھی۔ کسی کا کمرہ خالی تھا۔ ابھی تک اس کی صفائی بھی نہیں ہوئی تھی۔

یا من نہیں کیوں اس کے ذہن میں یہ خیال جبرسا گیا تھا کہ کسی نے اس کیلئے کوئی پیغام ضرور لکھا ہو گا لیکن اس طرح ایسا تک غائب کیوں ہو گیا۔ کیا کسی بڑی دشواری میں پڑ گیا تھا۔ وہ سوچتی رہی کہ اسے میں پکڑتی رہی۔ لیکن ایسا ہوا تو دیکھا شاید اس کے بچے کوئی تحریر چھوڑ گیا ہو۔ اس سے مایوسی ہی ہوئی۔ بڑی دیر تک کمرے کی چیزیں الٹی پلٹی رہی۔ پھر چالیں بھی اٹھنے کا ارادہ کر لی رہی تھی کہ ایک پورے کمرے میں داخل ہوا۔

”آپ کی فون کال ہے۔“

”اوہ... اچھا...“ وہ چونک پڑی۔

الائٹنگ ہال میں پہنچی کہ اس نے ریسور کان سے لگایا تھا اور دوسری طرف سے بولنے والے کی بات سن کر اس کا چہرہ چمک اٹھا۔ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ دوسری طرف سے آواز آئی۔ ”تناموشی کئی رہو۔ خود کچھ نہ بولو۔ میں اس وقت وہیں ہوں جہاں ہم نے وہ پہر کا کھانا کھایا تھا۔ ابھی چلی آؤ۔“ وہیں بیٹھ جانا جہاں ہم بیٹھے تھے اور پھر میں پہنچی جاؤں گا۔ بس اب ریسور رکھ دو۔ اور ہاں تمہاری گاڑی کی رفتار زیادہ تیز نہ ہو۔“ وہیں آؤ۔“

یا من کا دل ہلنوں اچھل رہا تھا۔ باہر نکل کر وہ اپنی اسپورٹ کار میں بیٹھ گئی اور اس کا رخ اسی طرف کر دیا جہاں انہوں نے چھپنے دن وہ پہر کا کھانا کھایا تھا۔

اس کے بعد ہی ایک اور اسپورٹ کار اشارت ہوئی تھی اور تھوڑے فاصلے سے اس کا تعاقب کر رہی تھی۔ اسے ایک خوشرو جوان ڈرائیو کر رہا تھا۔ شاید اسے علم نہیں تھا کہ اس کا بھی تعاقب کیا جا رہا ہے۔ اس کے پیچھے ہنز رنگ کی ایک جیب تھی جسے ایک بوڑھا آدمی ڈرائیو کر رہا تھا۔ اس کا زیاں آگے پیچھے ہی ہوٹل کی طرف بڑھتی رہی۔ جہاں ایک بہت بڑا سنگ پال تھا۔ سنگ شہد میں پہلے یا من کی گاڑی داخل ہوئی تھی۔ تعاقب کرنے والے نے اس کے برابر ہی گاڑی پارک کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ اسے دوسری طرف لیتا پلا گیا تھا۔ بڑی گاڑیوں کو وہاں اس کی چھوٹی سی اسپورٹ کار غائب ہو کر رہ گئی۔ وہ انجن بند ہی کر رہا تھا کہ برآمد کی

جگہ پر بزرگ کی جیب آری۔ بوڑھے نے اسے نکلیوں سے دیکھ کر چاروں طرف دیکھا۔ وہ ان دونوں کے علاوہ اس پاس اور کوئی نہیں تھا۔

بوڑھا بڑی پھرتی سے جیب سے اتر اور نو جوان کی بائیں کتھی پر ایک بھر پور ہاتھ رسید کر دیا اس نے اسے آنکھیں چلا کر دیکھا تھا اور پھر آنکھیں بند ہوتی چلی گئی تھیں۔ پھر وہ اسی جگہ ڈھلک گیا۔ اس کے بعد بوڑھے نے اس کی گردن پر بھی کسی قدر دباؤ ڈال کر جوں کا توں پھونکا تھا۔ پھر جیب پر بیٹھ کر اسے دوبارہ اشارت کیا اور ہونٹوں کی حدود سے باہر نکالا کیا کچھ دور چلی کر سڑک کے کنارے ایک جگہ جہاں اور بھی گاڑیاں کھڑی تھیں اسے پارک کر کے اٹھن بندھا اور پیچھے اتر آیا۔

اب وہ پیدل ہی ہونٹوں کی طرف جا رہا تھا۔ کچھ دیر بعد جب اس نے ایک مخصوص مکان پر دو ہٹایا تو اندر چھٹی ہوئی یاسمن نے غصیلے لہجے میں کہا۔ ”کیا ہے؟“

”آپ کا دوست یسوی دلاں۔“

”وہ کیا ہے؟“ یاسمن یوں کھلا کر کھڑی ہو گئی۔

”بیٹہ جیسے اور مجھے بھی بیٹھنے کی اجازت دیجئے۔ لیجی کہانی ہے۔“

”بب۔۔۔ بیٹہ جاؤ۔“

بوڑھا بیٹھے وقت اس طرح کر رہا تھا جیسے اس کے گھٹنوں پر تکلیف ہو۔ پھر اس نے اپنے گھٹنوں پر ہاتھوں میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں چلا کر چہرے سے اڑھی الٹ کر دی تھی۔

”اوہ۔۔۔ تم۔۔۔ کیا سن اچھل پڑی۔ کمال ہو گیا۔۔۔ مگر کیوں؟“

”اب تمہیں کئی بات بتا دوں گا۔“

وہ اسے بتانے لگا کہ کس طرح وہ آدمی اسے ایک ویرانا مقام لے گئے تھے اور وہ ان پر ہتھکڑیاں بھاگ اٹھا تھا۔ ان چار آدمیوں کا ذکر نہیں کیا جو اس کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔

”خیرت انگیز۔“ وہ غور سے سانس لے کر بولی۔ ”میں نہیں سمجھ سکتی کہ ایسا کیوں ہو سکا۔“

”تمہیں ابھی شہر کے باہر ایک ویرانے میں لے گئے تھے۔“

”آخر مقصد کیا تھا؟“

”مقصد میں جانتا تھا۔ اس لئے ان سے کچھ پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں محسوس کی تھی۔“

”میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ تمہارے بچا ایک بہت بڑے خطرے سے دوچار ہیں۔“

”مہم۔۔۔ جس نہیں کہی۔“

”وہ حرام خور۔۔۔ ہام چھلی۔۔۔ انہیں کسی سازش میں ملوث کر کے خود مصافحہ کرنا چاہتا تھا اور ہماری پشت پشت کی گردنیں قوم کے آگے شرم سے جھکی رہیں گی۔“

”کیا کچھ دیکھ رہے ہو تم۔۔۔؟“

”وہ ایک بین الاقوامی مجرم ہے اور میری حکومت کئی سال سے اسے شہر کر دینے کی جدوجہد میں لگی ہوئی ہے۔“

”تو تم۔۔۔؟“

”میں کہہ چکا ہوں کہ تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔ ہاں امیں فرانس کے لئے اپنی گردن تک سنا سکتا ہوں۔ پورے ایک سال سے اس کا پیچھا کر رہا ہوں۔“

”تو تم فرانس کے سرکاری سرانفرمساں ہو؟“

”نہیں امیں ایک معمولی شہری کی حیثیت رکھتا ہوں۔ میرے خاندان کو بھی اسی شیطان کے ہاتھوں بڑے نقصانات اٹھانے پڑے ہیں۔ میں انتقام بھی اس سے لینا چاہتا ہوں۔ کچھلی رات تمہارے بیان کے مطابق وہ آقا لے ہوا۔ کے محل میں موجود تھا۔“

”ہاں۔۔۔ وہ وہیں تھا۔“

”بس تو پھر اسی نے مشورہ دیا ہو گا۔ دراصل وہ انہیں کسی سازش میں ملوث کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے ان کے کسی بھی عزیز کے قریب کسی انجینی کو دیکھ کر ضرور پوچھنے کا اور قریب لگائی کر دے گا۔“

”ہاں تمہارے ملک کے خلاف ہو گی۔“

”نہیں۔۔۔ امیر سے بیچنا آ رہی ہیں۔“

”میں بھی جانتا ہوں کہ وہ بہت اچھے آدمی ہیں لیکن انہیں معلوم ہی نہ ہو سکے گا کہ وہ ان کے ملک کے خلاف کوئی کام کر رہا ہے۔ وہ تو آخر میں خود کو چاروں طرف سے گھرا ہوا پائیں گے اور وہ سو رہی دوسرے ملک کی رولے چکا ہو گا۔“

”تو پھر کیوں نہ ہم انہیں آگاہ کر دیں۔“

”بچوں کی سی باتیں نہ کرو۔ وہ کبھی یقین نہیں کریں گے۔ اس کے لئے ہمیں خاموشی سے کام لے گا۔ اگر تم اپنے خاندان کو سرخرو دیکھنا چاہتی ہو تو اس میری مدد کرتی رہو اور ہاں ایہ بھی کہ لو کہ میں نے وہ وہ وہ انتہائی قریب ہونے کی کوشش کی تھی مجھے معلوم تھا کہ تم آقا لے گا اور میری بیٹی جو اور فرصت کے اوقات میں شہرستان کے کلائر پر بیٹھی رہتی ہو۔“

”ہو نہ۔۔۔“ وہ نہ اسامہ نہ بنا کر بولی۔ ”اب میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ تم سے پہلا سا آدمی برقی یا صرف معاملے کی بات کروں۔“

"اور... سب تو مجھ سے غلطی ہی سرزد ہوئی۔" وہ شکایت آمیز لہجے میں بولا۔

"میں نے تو طلوس ہی کی بنا پر تمہیں یہی بات بتا دی ہے۔"

"غلط نہ سمجھو۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔ "اڑا جی وہ بارہ لگا تو..."

نہیں چاہتی کہ کسی خطرے میں پڑ جاؤ۔"

"شکریہ! میں تو سمجھا تھا شاید تم میرے چہرے پر ڈاڑھی کی حال میں بھی پتہ نہ کرو۔"

"تو پھر اب ہم کس طرح ملیں گے۔"

"ہم اسی طرح... جب موقع دیکھوں گا تمہیں مطلع کر دوں گا۔"

"ہوں... اس لئے مجھے کھری تک صبر کرنا پڑے گا۔"

"میرا خیال ہے کہ اسی میں آسانی بھی ہوگی۔ ہر حال تمہارے تعاون کے بغیر میں کچھ...

سکوں گا۔ مجھ پر اعتماد کرو۔ آہستہ آہستہ تمہیں سازش کی نوعیت سے بھی آگاہ کر دوں گا۔"

"اچھا دوست...! میں وعدہ کرتی ہوں کہ تم پر اعتماد کروں گی۔ اس صورت حرام باہر...

خانہ ان کا کوئی فرد پسند نہیں کر سکتا چنانچہ صلیف الاہلقتاد ہیں۔ ستاروں کے پیکر میں پڑ گئے۔"



آج بھی پروفیسر تھاکاوا کو علم نہ ہو سکا کہ سنگ کس طرح تجربہ گاہ میں داخل ہوا تھا۔ ان

اُسے نو فوڈو نظروں سے دیکھا پھر ماریٹا کی طرف دیکھنے لگا۔ سنگ کے ہونٹوں پر شرارت

مسکراہٹ تھی اور اسی مسکراہٹ نے تھاکاوا کو پھر غصہ والا بولا۔

"میں کہتا ہوں اس طرح نہ آیا کرو۔"

"پروفیسر! یہ دور است تلاش کر کے بند کرو و جدھر سے آتا ہوں۔"

"میں نہیں جانتا تم شاید کوئی غیبت روح ہو۔ حالانکہ میں ایسی ارواح پر یقین نہیں رکھتا۔"

"صرف روح نہیں... جسم غیبت ہوں۔"

"جھپٹلی رات شاید ہم بھی مارے جاتے۔" تھاکاوا نے پھر نو فوڈو کی اختیار کر لی۔

"نہیں میں معلوم کرنے آیا ہوں کہ تم پر کیا گدڑی۔"

"نیزہ روم والے تہ خانے میں چھپ کر جان بچائی تھی۔"

"تفصیل۔"

"تمہارے چاروں آدمی اسے پکڑ کر اندر لائے تھے۔ اچانک وہ تپ کر ان کی گرفت

کے خاص باقہ پائی ہوئی۔ پھر وہ باہر بھاگا۔ چاروں اس کے پیچھے تھے۔ میں نے وہ سچ

ان میں سے دو پھر اندر آگئے انہوں نے بتایا کہ ان کے دونوں ساتھی مارے گئے۔ اس کے بعد میں

اور ماریٹا نیزہ روم والے تہ خانے میں جا چپے۔ میں نہیں جانتا کہ پھر کیا ہوا۔"

"نیکو اس ہے اکوئی بھی نہیں مارا گیا۔ وہ چاروں محفوظ ہیں۔" سنگ ماریٹا کو گھورتا ہوا بولا۔

"ہر حال تم نے اسے جس مقصد کے تحت بھیجا تھا وہ حاصل نہ ہو سکا۔"

"مقصد حاصل ہو گیا۔" سنگ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔ "میں یقین معلوم کرتا تھا

تھاکا وہ کون ہے۔ سو میں نے معلوم کر لیا ہے۔"

"کون ہے...؟"

"وہی خوفناک چہرے والا... عظیم کا ایک بہت بڑا دشمن... میں بہت جلد اسے موت کے

لہات اتار دوں گا۔"

"اگر وہی تھا تو میک اپ کا ماہر معلوم ہوتا ہے۔" تھاکاوا انگلی ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولا۔

"اؤو... چھوڑو قسم کرو۔" سنگ جسن کر بولا۔ "میں بہت جلد اسے تھکانے لگا دوں گا۔"

پھر اس نے تھاکاوا کی نظر ہمارا کر ماریٹا کو آنکھ ماری تھی اور وہ بولکھلا کر دوسری طرف دیکھنے لگی

تھی۔ سنگ خون کی جانب بڑھا کسی کے نمبر ڈائیکل کے اور مارتھا تھیں میں بولا۔ "میں بول رہا

ہوں۔"

"پھر بری خبر ہے۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"بے فکر ہو کر سناؤ۔"

"یا سمن کا لقب کرنے والا اپنی گاڑی میں بیٹھش پایا گیا ہے ابھی تک اسے ہوش نہیں آیا۔"

"کہاں بیٹھش پایا گیا ہے؟"

"ہوٹل ارم کے پارکنگ خد میں۔"

"اچھا... اب میں ہی اپنے آدمی لگاؤں گا۔ تم بے فکر رہو۔"

"میری بہت سی کے تحفظ کا خیال رکھیے گا۔"

"بالکل... بالکل۔" سنگ بائیں آنکھ دھا کر شیطنت سے مسکرایا اور سلسلہ متعلق کر کے پھر

لگاوا کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"پروفیسر آدمی ہو۔ کبھی کبھی تفریح بھی کر لیا کرو۔ خود نہیں کرتے اس پیلاری کو تو آہٹا

ہے۔ آج میں اسے اپنے ساتھ باہر لے جاؤں گا۔ کیوں اچلو گی۔"

"تمہیں...؟" ماریٹا نے اس کی طرف دیکھ کر بغیر ناگواری سے کہا۔

"پچھتاؤ گی۔ یہ راکھ کا پھر تمہیں بھی راکھ بنا دے گا۔"

"چلے جاؤ یہاں سے۔" تاکہ اسے ملحق نہ کر دیا۔
 "یہ کتنی بڑی بات ہے۔" سنگ نے ماریا کو مخاطب کر کے کہا۔ "تمہارا یہاں ایسے ہی بڑے سنگ
 کا مستحق ہوں۔"

ماریا کچھ نہ بولی۔ تاکہ اسے احتجاج نہ ملے۔ "میں کہتا ہوں یہاں سے چلے جاؤ۔ ورنہ میں تمہیں ہاتھ
 لگائے بغیر مار ڈالوں گا۔"

پھر ایک جانب بڑھائی تھا کہ سنگ نے اس پر جھانک لگا لی اور دبوچ کر بیٹھ گیا۔ پھر دوسری
 سمتی گھٹی سی جھلیں تجرے لکھ میں گونج رہیں۔ ماریا کو کھلاوت میں چاروں طرف ہاتھی چمڑی سی تھی
 اور اس کے منہ سے بے معنی آوازیں اُٹھ رہی تھیں۔

دو تھانے تاکہ انا موس ہو گیا اور جیسے ہی سنگ نے اپنی گرفت اُٹھائی کی۔ بے جان سا ہو کر فرشتا
 ڈھ گیا۔

"مارا مارا... کیا تم نے اسے مار ڈالا۔" ماریا جھنجھکی ہوئی اس کی طرف جھپٹی اور دو ڈانوں پر
 تاکہ اس کو آوازیں دینے لگی۔

"صرف دو گھنٹے کے لئے بیہوش ہو گیا ہے۔ ہماری تعزیت کیلئے اتنا وقت بہت ہے۔"
 "تم درندے ہو... چلے جاؤ یہاں سے... ماریا نے اُٹھتے ہوئے اس پر دو تھپتھپا دی۔

"بیٹا بچا ہو مار لو۔" سنگ ہنس کر بولا۔ "مگر پلو میرے ساتھ۔"
 "میں تمہیں مار ڈالوں گی۔" وہ اسے بے تحاشہ جھپٹی ہوئی جھپٹی۔ سنگ ہنس ہنس کر اس کے

ہاتھوں پتھار پڑا۔
 تاکہ اسے فرشتے پر بے حس و حرکت پڑا تھا۔



جو آؤ حیدر بہت پریشان تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اب یا من گھر سے باہر قدم نکالے۔
 سنگ براہر بھی کہے جا رہا تھا کہ اس کے بغیر وہ اس انجانے دشمن پر ہاتھ نہیں ڈال سکے گا۔
 حیدر نے اس سلسلے میں یا من سے براہ راست کوئی گفتگو نہیں کی تھی۔ آج شب اس نے کیا
 محل میں ہی روک لیا تھا۔ اور یہ بھی سنگ کی جدایت ہی کے مطابق ہوا تھا۔ اس کے لئے فرشتے
 سنگ بھی وہیں پہنچ گیا اور دو دو ٹون محل کے ایک دور افتادہ حصے میں بایٹھیں۔
 "یا من کو کیوں روک لیا ہے؟" جو آؤ نے اس سے پوچھا۔

"تمہارے ملازمین کو چپک کر روک لیا۔ کیا وہ سب تمہارے جانے پہچانے...؟"
 "میں ان کی صحیح تعداد تک سے واقف نہیں۔" جو آؤ حیدر مسکرایا۔

"کون کیا ملازم؟"
 "اس کے بارے میں بھی کچھ نہ بتا سکوں گا۔"
 "یہ بہت بڑا ہے۔"

"کہئے تو مستحکم کو کیا کر معلومات فراہم کروں۔"
 "نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں۔ میں خود دیکھ لوں گا۔ ویسے تم نے یا من سے اس سلسلے میں
 کوئی گفتگو تو نہیں کی۔"

"کوئی خاص نہیں۔" اس نے بتایا تھا کہ اس کا دوست میرے پاس آنے کی بجائے شہر ان چلا
 گیا۔ اس نے بھی اس پر حیرت ظاہر کی تھی۔

"اس شخص کے بارے میں تفصیل سے بتاؤ جس نے آج یا من کا تعاقب کیا تھا۔"
 جو آؤ حیدر نے تعاقب کی کہانی دہرائی اور چند لمبے خاموش رہ کر بولا۔ "وہ کوئی بوڑھا آدمی تھا۔

بزرگ کی جیب میں اس کی کینیں پر گھونسا مار کر بچا کر دیا تھا۔"
 "تم نے یا من سے یہ تو نہیں پوچھا کہ وہ ہوٹل ام کیوں گئی تھی۔"

"اس سلسلے میں کوئی گفتگو نہیں کی۔"
 "بہت اچھا کیا۔ اب مجھے یا من کی تاریخ پیدائش بتاؤ تاکہ اس کا راز کچھ تیار کر کے کچھ تدبیر
 کروں۔"

"تاریخ پیدائش تو مجھے نہیں معلوم۔ اس کی ماں سے معلوم کرنی پڑے گی۔"
 "خیر کچھ تو تاریخ پیدائش کو۔ میں اس کا ہاتھ دیکھوں گا۔"

اس کمرے میں مختلف رنگوں کے چار فون تھے۔ اس نے نیلے رنگ کے انٹرکام سے کار سیور اٹھا
 کر ایک بار ڈائل کیا۔ دوسری طرف سے جواب ملنے پر کہا۔ "یا من کو شمالی بازو سے بھیج دو۔"

پھر دو سیور رکھ کر سنگ کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جو آنکھیں بند کئے بیٹھا اس طرح ہجوم رہا
 تھا جیسے عالم بالا سے غیب کے اسرار و رموز وارد ہو کر اس پر منکشف ہو رہے ہوں۔ جو آؤ خاموش

رہا اسے دیکھتا رہا۔ پھر تھوڑی دیر بعد کسی نے دروازے پر دستک دی اور سنگ پر تک کر بولا تھا۔
 "ہجی...!"

جو آؤ حیدر نے اندھ کر دروازہ کھولا۔ لیکن یا من کی بجائے غالباً وہی آدمی تھا جسے فون پر اس
 نے یا من سے متعلق پوچھا تھا۔

"کیا بات ہے؟" جو آؤ حیدر نے ہاتھ ٹھکڑا لکھتے ہوئے پوچھا۔
 "آکائی۔" وہ کمری میں ہورہی تھی۔ کسی طرح بھی بیدار نہیں ہو سکیں۔ کمری پر بیٹھے بیٹھے

سو گئی ہیں۔"

"ناممکن۔" جو آجید کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کیا ہوں۔" سبگ اٹھتا ہوا بولا۔

"بڑی عجیب بات ہے۔" جو آجید نے اس کی طرف مڑ کر کہا۔ "وہ بیٹھے بیٹھے سو گئی اور کئی طرح بھی بیدار نہیں ہو رہی۔ حالانکہ اس کی فینڈ بڑی جکی ہے۔ کوئی دبے پاؤں بھی قریب سے گذرے تو فینڈ چٹ جاتی ہے۔"

"پھر پوٹ دے گی۔" خیر کہاں نکلتا... اس سے دیکھوں گا۔"

"میں نہیں سمجھا آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

"کچھ نہیں۔ چلو اٹھو۔ میں دیکھوں گا کہ وہ کس طرح سوئی ہے۔"

"چلو۔" جو آجید راتھتا ہوا بولا۔

سبگ کے ہونٹ غصے سے جھپٹے ہوئے تھے اور وہ پوری قوت سے قدم رکھتا ہوا چل رہا تھا۔ اس کمرے میں پہنچ کر جہاں یاسمن کر سی پر بیٹھی گہری فینڈ سو رہی تھی۔ سبگ نے جھک کر اسے دیکھا اور پیشانی پر جھکی دی پھر پلٹیں الٹ کر پتیلیوں کا جائزہ لیا۔

"یہ فینڈ نہیں بیہوشی ہے۔" اس نے سیدھے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"لیکن... کیسے... کس طرح..."

"وہ سی صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو خود ہی اس نے کوئی ایسی چیز استعمال کی ہے۔ یا کسی دوسرے کے ہاتھوں اس حال کو پہنچی ہے۔ مقتعد بہر حال یہی ہے کہ اس سے پوچھ کچھ نہ کی جائے۔" جو آجید پر ہنکراؤ انداز میں یاسمن کو گھورتے جا رہا تھا۔

"واپس چلو۔" سبگ اس کے شانے پر جھکی دے کر بولا۔ "لوگے مقتعد اسی کا امکان ہے کہ وہی نے خود ہی..."

"لعل... لیکن... بات کچھ میں نہیں آتی۔"

"وہ اسی طرح لڑکیوں کے ذہنوں پر قبضہ بناتا ہے۔ میں اسے بہت دلوں سے جانتا ہوں۔" پھر بھی آپ نے اسے زندہ رہنے دیا۔ مجھے اس پر حیرت ہے۔"

"میری ہی طرح اس کے ستر سے بھی بہت گریٹ ہیں۔ لیکن کسی دن میرے ہی ہاتھوں میں پائے گا۔"

وہ کمرے سے باہر نکل آئے اور سبگ نے جوتوں سے کہا۔ "جسمیں بہت زیادہ محتاط رہیں۔ ضرورت ہے۔ لڑکی کو بالکل نہ بھیڑو۔ البتہ اس پر دھیان رکھو کہ کوئی نیا آدمی تمہارے...

میں داخل نہ ہونے پائے اور اسی وقت سے چینگ شروع کرو کہ جیسے چند روٹوں میں کسی نے آدمی کو قتل کر دیا تھا۔ فینڈ دی گئی۔ ڈالامی والوں کی ڈالامیاں پکڑ کر بلاؤ۔ کیونکہ وہ ایک آپ کا بھی ماہر ہے۔"

"وہ میں دیکھ لوں گا۔ لیکن میرا اصل معاملہ..."

"کیا کروں جو آجید... تمہارے ستر سے فی الحال گزر رہی ہیں۔ ورنہ پڑوسی ملک سے تعلقات خراب کر دینے والی سازش تمہیں ہر حال میں باقتدار بناتی۔"

"ہاں وہ موقع ہاتھ سے نکل گیا۔ لیکن پھر..."

"تم فکر نہ کرو۔ جلد ہی ایک اور موقع نصیب ہو گا جس کا انتظام میں نے پہلے ہی سے کر رکھا تھا۔"

"وہ کیا ہے؟" جو آجید متحیر بانہ انداز میں بولا۔

"ابھی نہیں بتاؤں گا۔ بہر حال... اس کے بعد تمہارا سر اقتدار آنا لازمی ہے۔"

"میں آپ کی ہدایت پر غصے سے نکل کر دوں گا۔"



پروفیسر تلکھواہے جس و حرکت بیٹھا غلامی گھوڑے جا رہا تھا۔ دوسرے کمرے سے ماریٹا کے رونے کی آوازیں آرہی تھیں۔ وہ پوٹ پوٹ کر رہی تھی۔

دفتر کی رولاں تجر بہ گاہ میں داخل ہوئے۔ پروفیسر اس کی آہستہ سی پر پوٹا تھا۔ مڑ کر اس کی طرف دیکھا اور کر سی سے اٹھ گیا۔ کچھ بولا نہیں۔ خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ لعلی رونے کی آواز کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

"وہ... وہ... کیوں رورہی ہے۔" لعلی (عمران) نے آہستہ سے پوچھا۔

"اگر اس کی رگوں میں کسی شریف آدمی کا خون دوڑ رہا ہے تو زندگی بھر روتی رہے گی۔"

"اوہ... تو کیا..."

"ہں... پروفیسر ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں! میرا اب عظیم سے کوئی تعلق نہیں۔ میں فی تحری فی کا وفادار نہیں رہا کیونکہ وہ اب ایسے کٹے پائے لگی ہے جو اپنے پائے میں تمیز نہیں کر سکتے۔ لیکن تمہارا کیسے پیٹنے؟"

"اسی طرح جیسے وہ ہانپتا ہے۔ میں نے راستہ دریافت کر لیا ہے۔"

"مجھے اب اس سے بھی دلچسپی نہیں۔"

"تب تو معاف کرنا میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔ مادام کے حکم سے سرکاری کی جرات نہیں رکھتا۔"

"ابھی بات ہے تو میں خود ہی اس سے پتہ لوں گی۔"

"تمہاری مرضی۔" عمران نے شکل کچھ میں کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

پروفیسر تجربہ گاہ میں موجود تھا۔ جب عمران وہاں سے گزرنے لگا تو اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "تھیر وائیں بھی چل رہا ہوں۔ مجھے وہ راستہ دکھاؤ۔"

"کیوں۔ اب تمہیں اس سے کیا سروکار ہے؟"

"اگر میری زندگی خطرے میں ہے تو میں اپنا تحفظ بخوئی کر سکتا ہوں۔"

"میرے تعاون کے بغیر تم کچھ نہ کر سکو گے۔"

"میں۔۔۔ سب کچھ۔"

"آس راستے کو انگڑی مٹائی کرنے کا خیال ماریا بھی ظاہر کر رہی ہے۔" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "لیکن ہر حال میں مادام کے حکم کو برتری حاصل رہے گی۔ مجھے اسے مادام کی خدمت میں زندہ پیش کرنا ہے۔"

"تو جہنم میں جاؤ۔"

"سنو تم۔۔۔ جہاں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ میں جا رہا ہوں اور اس وقت اس راستے سے واپس نہیں ہوگی۔ عازمہ صدر دروازے سے گزرونگے۔"

"میں تمہیں اس پر مجبور کر دوں گا۔" پروفیسر نے کہتے ہوئے اچانک ریو اور اٹھال لیا۔

"کیوں حماقت کا شکار ہو رہے ہو۔" عمران اس پر بولا۔

"میں کوئی مار دوں گا۔ ورنہ مجھے راستہ دکھاؤ۔"

"یہ کیا کر رہے ہو؟" ماریا کی چیخ پھر سنائی دی۔ وہ پاٹھوں کی طرح بھیجی تھی اور ان کے درمیان آگئی تھی۔

"تم جوت جاؤ سامنے سے۔" پروفیسر دہرایا۔

دوسرے ہی لمحے میں عمران تجربہ گاہ سے نکل چکا تھا۔

"تم باطل ہو گئے ہو۔" ماریا نے اس کے ہاتھ سے ریو اور چھین لینے کی کوشش کرتے ہوئے کہا اور پھر اچانک قاتر ہوا۔ گوئی پروفیسر کے بائیں بازو سے کو توڑتی ہوئی گدی سے نکل گئی۔ اس کے بعد پٹا بھر کا سانا بڑا بھیاٹک تھا۔

پھر ماریا نہ پائی انداز میں چہینے لگی تھی۔ باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز آتی اور

تجربہ گاہ میں داخل ہوا۔

"یہ کیا ہوا۔۔۔ کیا ہوا۔" وہ اس کا بازو پکڑ کر بھجھوڑتا ہوا بولا۔

"قاتر ہو گیا۔۔۔ میں اس سے ریو اور چھین رہی تھی۔"

عمران نے جھٹک کر دیکھا۔ تنکا وادام توڑ چکا تھا۔

"یہ بہت تھرا ہوا۔" وہ سیدھا کھڑا ہو کر ماریا کا گھوڑا ہوا بولا۔

"ہم۔۔۔ میں بھی مریاؤں کی۔" دور ریو اور اٹھالے کیلئے بھیجی تھی کہ عمران نے شوکر ہار کر اسے دور پھینک دیا۔ پھر ماریا کے شانے پر نرمی سے چھلی دے کر بولا۔ "ہوئے وہی بات ہو کر رہتی ہے۔ لیکن اب تمہیں مقامی پولیس کے پکڑے پھانسی میرے فرائض میں شامل ہو گیا ہے۔"

"مجھے۔۔۔ ہر جانے دو۔" وہ کسی شخصی پکی کی طرح روتی ہوئی اس کے بازو پر جھول گئی۔



شاؤ، سنگ کے مقربین میں سے تھا۔ اسے اس کے بارے میں پتہ چل گیا تھا۔ وہ ہمارا قاتل سنگ کسی وقت کہاں ہو گا۔ لہذا وہ اسے پھر ایک بری خبر سننے کے لئے چل پڑا تھا۔ لیکن سنگ کو اس وقت اس کی عقل انداز کی گراں گزری کیونکہ وہ ایک مقامی مالدار اور بہت کامیاب عورت کو شیشے میں اتارنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسے ڈراٹنگ روم میں چھوڑ کر شاؤ نے ہاتھ دوسرے کمرے میں آیا۔

"کوئی اچھی خبر نہ آئے ہو گے۔ تمہاری شکل بتا رہی ہے۔" سنگ اسے گھوڑتا ہوا بولا۔

"تنکا وادام ڈالا گیا اور اس کی لاش پر بھی وہی تصویر۔"

"ہاں اچھی خبر آئے ہو۔" سنگ نے چند خوشی ظاہر کرتے ہوئے اسے ہلکا پورہ کرنے دیا۔

"میں نہیں سمجھا پاں۔"

"تم نہیں سمجھ سکو گے۔ ماریا بتا کہاں ہے۔"

پولیس ہیڈ کوارٹر پہنچ گئی ہے۔ وہ خواب گاہ میں اونگھ رہی تھی۔ قاتر کی آواز سن کر تجربہ گاہ کی طرف دوڑا تو تنکا وادام کی لاش پڑی دیکھی جس کے کونٹ کے کنارے اسی خوفناک آدمی کی تصویر پان ہوئی تھی۔

"ہاں۔" سنگ کے چہرے پر دھنستہ تیشوں کے آثار آئے لگے۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے پوچھا۔ "کیا خود ماریا نے پولیس کو مطلع کیا تھا؟"

"نہی ہاں۔۔۔"

"جائو۔۔۔ اس پر نظر رکھو۔ ہو سکتا ہے اب وہ اس عمارت میں واپس نہ جائے۔"

"تو پھر کہاں جائے گی ہاس؟"

"جہاں بھی جائے تم سارے کی طرح اس کے پیچھے لگے رہنا لیکن اگر اس کی منزل تجربہ کار ہی ہو تو وہ اپنی آنکھیں مجھے مطلع کر دیتا۔"

"اوہ کے ہاس۔"

شاو چلا آگیا۔ سنگ پھر ڈرائنگ روم میں واپس آگیا۔ عورت کے چہرے پر الٹا ہٹ کے آثار تھے لیکن سنگ کو دیکھ کر اس نے پھر اپنے چہرے پر خوشی کی آواز پیدا کرنے کی کوشش کی۔
"کل اسی وقت تم مجھ سے دوبارہ مل سکتی ہو۔ میں تمہارے مسائل حل کرنے کی کوشش کروں گا۔" سنگ بولا۔

"اوہ۔۔۔ اچھا۔" عورت اٹھتی ہوئی بولی۔ "میں خود اجازت طلب کرنے دینی تھی۔ سیر سال میں چاہتی ہوں کہ مجھ پر سے نجس اثرات جلد دور ہو جائیں۔"

"اسی کیلئے کوئی خاص تدبیر کروں گا۔" سنگ مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا۔

اس کے رخصت ہو جانے پر سنگ نے فون پر جو ادھیر کے نمبر ڈائل کئے لیکن دوسری طرف سے کوئی لڑکی بولی تھی۔

"کون ہے۔" سنگ نے پوچھا۔

"تم کون ہو؟" دوسری طرف سے سوال کیا گیا۔

"اوہ۔۔۔ تو تم ہو۔۔۔ میں کیسی ہوں۔۔۔ مجھے توقع نہیں تھی کہ تم فون پر ہو گی۔" پھر وہ

ماوتھ میں کھانسنے لگا تھا۔ "معاف کرنا۔" وہ ہانپتا ہوا بولا۔ "مجھے زکام ہو گیا ہے۔"

"اسی لئے میں تمہاری آواز نہیں پہچان سکی تھی۔ لیکن تم نے یہاں فون کرنے کی غلطی کیا کی ہے۔"

"کوئی اور ریسیور اٹھاتا تو میں تمہاری کنبلی بن جاتا۔" سنگ نے کسی شوخ لڑکی کی

سی آواز میں کہا۔ "میں ٹیلو فر بول رہی ہوں۔ کیا یامین وہاں موجود ہے۔"

"کمال ہے۔" ٹھٹھکی ہوئی ہنسی کے ساتھ کہا گیا۔ "تمہارا واقعی جواب نہیں ہے۔"

"اچھا تو ہو نیل ارم کے کیمینی نمبر سترہ میں پہنچ جائو۔ میرا ایک آدمی وہاں سے جیسٹا لے گا۔"

"بہت اچھا۔۔۔ میں دس منٹ میں روانہ ہو جاؤں گی۔"

سنگ سلسلہ منقطع کر کے مسکرایا تھا۔



عمران دوبرے میک اپ میں ماریانا کا تعاقب کرتا رہا تھا لیکن وہ اس سے بے خبر تھی۔ پولیس ہاؤس کو اس سے اس کی بیوی سی انٹیشن ویکٹن برآمد ہوئی جسے وہ خود ہی ڈرائیو کر رہی تھی۔ عمران نے دیکھا کہ ایک اور گاڑی بھی اس کے پیچھے لپکی جس کا ڈرائیور کوئی سفید فام غیر ملکی تھا۔ اس نے ہمتی انداز میں سر کو حقیقت سی جنٹیشن دی اور اپنی گاڑی اس کے پیچھے لگا دی۔

عمران کی بدایت کے مطابق ماریانا تجربہ کار کی طرف واپس چلا رہی تھی۔ ماریانا کا تعاقب کرنے والے سفید فام غیر ملکی کی گاڑی تجربہ کار کے قریب سے گزر کر آگے بڑھتی چلی گئی اور یو ٹرن لے کر پھر شری آبادی کی طرف رواں دواں نظر آئی۔ اب عمران صرف اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ ماریانا کی گاڑی تجربہ کار کی کپاؤنڈ میں داخل ہو گئی تھی۔ کسی قدر اندھیرا پھیل گیا تھا اور اس وقت اس سڑک پر صرف یہی دو گاڑیاں نہیں تھیں۔ اس لئے عمران اطمینان سے تعاقب کرتا رہا۔ شہر کی کراچی کی ایک عمارت کی کپاؤنڈ میں داخل ہوئی۔ عمران نے کچھ اور آگے بڑھ کر اپنی گاڑی کپاؤنڈ والے میں لگا دی۔ اس عمارت کا پائین باغ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ کہیں کہیں کھڑکیوں کے اندر لے شیشے روشن نظر آ رہے تھے۔ اپنی گاڑی کی اوٹ میں وہ گرد و پودا پر چڑھنے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر وہ کسی پچھلی سی کی طرح دواغ راہ پر سرسراہتا ہوا دوسری طرف اڑ گیا۔ کچھ دیر اسی جگہ ٹھہرے وہ گرد اڑا کر پڑا تھا کہ عمارت میں کتے تو نہیں۔ تھوڑے ہی فاصلے پر دو گاڑیاں کھڑی نظر آئیں یہاں اتنا کھرا اندھیرا بھی نہیں تھا کہ وہ انہیں گاڑیوں کی حیثیت سے شناخت نہ کر سکتا۔ اطمینان ہو جانے کے بعد کہ عمارت میں کتے نہیں ہیں۔ اس نے آہستہ آہستہ آگے بڑھنا شروع کیا۔ ٹھیک اسی وقت برآمدے سے کسی کے چلنے کی آواز آئی تھی۔ وہ پھر جہاں تھا وہیں ایک گیا۔ پھر ایک متحرک بیوی کی گاڑی کی طرف بڑھتا نظر آیا۔ عمران بڑی چھرتی سے ایک درخت کے تنے کی اوٹ میں ہو گیا۔ یہ بروقت احتیاط کام ہی آئی۔ کیونکہ گاڑی کے بیڈ لیمپ روشن ہونے ہی کپاؤنڈ میں اتنا جالا ہو گیا تھا جو عمران کے لئے دشواری پیدا کر دیتا۔ دو گاڑی ریموٹ گیر میں پھانگ سے گزر کر باہر اٹھ گئی۔ اب پھر وہی پہلے کا ساناٹا مائل پر مسلط تھا۔

وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہوا اصل عمارت تک جا پہنچا۔ روشن کھڑکیوں کے نیچے سے گزرتے ہوئے ایک جگہ اسے راک جاتا ہوا۔ وہ آواز ہی ایسی تھی جس نے اس کے قدم روک دیئے تھے۔ آواز یا مین کی تھی اور زبان ٹوٹی ہوئی فرانسیسی۔ وہ کسی سے کہہ رہی تھی۔ "تم لوگوں کی دشواری میری سمجھ میں نہیں آتی۔"

"اسے سمجھنے کے لئے ایک مخصوص انداز فکر کی ضرورت ہوتی ہے۔" کسی مرد نے اسی زبان کی طرح فرانسیسی ہی میں جواب دیا تھا۔

"یہی کہاں ہے؟ مجھے کب تک انتظار کرنا پڑے گا۔" یاسمن کی آواز آئی۔

"میں آیا ہی پا جاتا ہے۔" جواب ملا "تم کافی کیوں نہیں تھیں۔۔۔ ٹھنڈی ہو رہی ہے۔"

عمران نے اپنے روائتی اعتقاد انداز میں دیکھے بچے اور آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگے۔ کھڑکی کھلی ہوئی تھی اور اس میں سے تیز قسم کی روشنی باہر آرہی تھی۔

سیدھا کھڑا ہو کر کمرے کا جائزہ لینے کی کوشش کرتا تو دیکھ لیا جاتا۔ بہر حال یاسمن کی شکایت سے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ یہاں دھوکے سے لائی گئی ہے اور خود اس کی منتظر ہے۔

روشنی کی زد سے نگل جانے کے بعد وہ پھر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اب جس کھڑکی کے قریب تھا اسے ٹول کر دیکھا۔ اتفاق سے وہ بھی کھلی ہوئی تھی۔ لیکن روشنی نہیں تھی۔ آہستہ سے دونوں پاٹ کھول کر اس نے جیب سے غسل نارج لٹائی اور اسے روشن کر کے اس اندھیرے کمرے کا جائزہ لے ہی رہا تھا کہ اچانک پشت سے کئی آدمی ٹوٹ پڑے۔ غسل نارج ہاتھ سے گر گئی اور وہاں میں سے ایک کی کچلی سہلا تا ہوا ان کے ٹرنے سے نکل گیا۔ حملہ آور تین تھے۔ دوسرے ملے میں سائیکسٹر لگا ہوا آٹو بیک پٹول بھی نکل آیا۔ ایک چیخ کو گئی تھی۔ ایک پہلے ہی بیوش ہو گیا تھا۔ دوسرے کو خاموش کوئی چاٹ گئی۔ تیسرا پھیل کر بھاگا ہی تھا کہ اس کی کھوپڑی میں بھی سوراخ ہو گیا۔ دوسری چیخ پہلی سے بھی زیادہ کریماک تھی۔ عمران تیزی سے اسی کھڑکی کی طرف چھپا۔ جس سے ہار بیک کمرے کا جائزہ لیتے وقت اس پر حملہ ہوا تھا۔ کھڑکی سے گذر کر کمرے میں کاپٹا اور اسے بند کر کے پلاٹ کر دیا۔ اور اب اندازہ ہے سے دروازے کی طرف بھاڑ رہا تھا۔ پلاٹ گھبراتے ہی دروازہ کھل گیا لیکن ہر طرف اندھیرا ہی نظر آرہا تھا۔ اس نے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز بھی سنی لیکن وہ کوئی ایک ہی آدمی تھا۔

"یہاں کیا ہو رہا ہے؟" یہ یاسمن کی آواز تھی۔ لیکن جواب میں کچھ بھی سنائی نہ دیا۔ وہ تھا اب بھی برابر ہی کے کمرے میں تھی۔

"یہی اتم کہاں ہو۔ اندھیرا کیوں ہو گیا؟" یاسمن پھر چیختی تھی۔

اس بار بھی عمران نے دوسری کوئی آواز نہ سنی۔ بہر حال وہ جہاں تھا وہیں دم سہاڑے کھڑا رہا۔ چند لمحوں کے بعد اس نے دروازہ بند کر کے پھر کھڑکی کی کارج کیا۔ اندھیرے میں وہاں بھی گھس کر یاسمن والے کمرے تک پہنچنے سے زیادہ بہتر یہی تھا کہ وہ کھڑکی سے دوبارہ باہر نکل جائے۔ کمرے کی کھڑکی سے یاسمن کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرتا۔ وہ دوسری کھڑکی کے

قریب پہنچا ہی تھا کہ یاسمن کی آواز بھر آئی۔ "اور آرٹسٹ۔۔۔ اتم کہاں ہو۔ روشنی کرو۔۔۔ یہ کیا ہو گئی ہے۔"

عمران کھڑکی کے ذریعے پہنچنے کی کمرے میں اتر گیا اور دیوار سے لگا کھڑا رہا۔ وہ اندازہ کرتا ہوا تھا کہ یاسمن اس اندھیرے کمرے میں کس بلکہ ہوگی۔ اس نے دیوار پر ہاتھ لگا کر اندھیرے میں جان بوجھ کر گھس کر نکلا۔

"کون ہے؟" یاسمن خوفزدہ آواز میں چیختی اور عمران نے اندازہ لگا لیا کہ وہ کس طرف ہے۔ لیکن ساتھ ہی کمرے میں روشنی بھی ہو گئی۔ سامنے ایک لمبا اور بد بیست آدمی نظر آیا۔ یہ یوگسلاویہ قسم کا کوئی فرانسیسی آرٹسٹ معلوم ہو رہا تھا۔ ڈاڑھی اور سر کے برچھے ہوئے بالوں سے صرف بال اور آنکھیں نظر آرہی تھیں۔ لیکن اس کے چہرے سے بھی زیادہ خوفناک چیز اس کے ہاتھ میں تھی۔ اعشاریہ چار پانچ کے ریم اور کارخ عمران ہی کی طرف تھا۔ آرٹسٹ نے یاسمن ہاتھ کے اشارے سے یاسمن کو اپنے قریب بلایا۔ وہ بھی حیرت سے آنکھیں پھاڑے عمران کو گھورے مہارہی تھی۔ پچپانچ سکی کیونکہ اس نے بھی لمبی رولاں والے میک اپ پر گھٹی ڈاڑھی اور دہانے کو پہانے والی مونچھیں استعمال کی تھیں۔ روشن کے اثر سے سے پلکوں نے متورم ہو کر آنکھوں کی حالت پر اثر ڈالا تھا۔

"تم کون ہو۔؟" آرٹسٹ نے کڑک کر پوچھا۔

"یہی میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں۔" عمران نے کہہ اس نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائیے تھے۔ "ہٹاؤ۔" وہ ریم اور کو جنبش دے کر دہاڑا۔

"ابو اس بند کرو۔ باہر تین لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ تم میری جیب سے میرا شناخت نامہ نکال کر دیکھ سکتے ہو۔"

"کیا مطلب؟"

"میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ ریم اور زمین پر ڈال دو اور جتنا کہ لاشیں کس کی ہیں۔ وہ چیخیں سن کر میں کیا فائدہ میں داخل ہوا تھا۔"

"میں نہیں جانتا کہ لاشیں کس کی ہیں۔ چیخیں میں نے ابھی سنی تھیں اور کسی خطرے کا احساس ہوا ہی روشنی بجھا دی تھی۔" آرٹسٹ ہوا اور ساتھ ہی اس کے ریم اور سے ایک فائر ہوا اور کمرہ

کا ہر ایک ہو گیا اس نے بلب پر فائر کیا تھا۔

"فیر لا۔۔۔ فیر لا۔۔۔" عمران نے ہلک لگائی۔ پھر کوئی گرا تھا اور یاسمن کی چیخ اندھیرے میں گئی تھی۔ دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز دور ہوئی گئی۔ یاسمن کی موجودگی میں عمران کوئی خطرہ

مول نہیں لینا پتا تھا۔ وہ نہ سبک اس طرح نکل جانے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

"یا مکن...." اس کی تیز قسم کی سرکوشی اندھیرے میں کوئی۔

"لگ.... کون ہے؟" خود وہ سی آواز سنائی دی تھی۔

عمران آواز کی سمت بڑھتا وہ فرش پر پڑی ہوئی تھی۔ عمران نے ٹول کر اسے اٹھانے کی کوشش کی

"لمی...." وہ آہستہ سے ہوا۔ "چپ چاپ نکل چلو۔"

"کیا تم نے مجھے یہاں نہیں پایا تھا۔"

"ہرگز نہیں۔ جتنی جلد ممکن ہو۔ یہاں سے نکل چلو۔"

ایک گھنٹے بعد یا مکن عمران کی قیام گاہ پر اسے اپنی کہانی سنا رہی تھی۔

"ہو نکل ارم سے ایک آدمی مجھے وہاں لے گیا تھا۔ لیکن تم نے وہ شخص اس وقت ایک تصویر

بنا رہا تھا کہیں وہ لکھی کہ کیا ہے وہ آؤ مجھے میں وہاں آجائے گا۔ تم نہیں بیٹھ کر انتظار کرو۔ لیکن

خبردار مجھ سے گفتگو کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ میں جوت کرتے وقت بولنا پند نہیں کرتا۔"

"میں نے تمہیں فون نہیں کیا تھا۔ دراصل یہ تمہیں وہاں نکال کر دیکھنا پتا تھا کہ تمہارا تعاقب

کر رہا ہوں یا نہیں۔"

"اور تم نے کیا۔" یا مکن ہنس پڑی۔

"ہرگز نہیں! یہ محض اتفاق تھا کہ کسی اور کا تعاقب کرتا ہوں اور ہر جاکھا تھا۔"

"آخر وہ تھا کون؟"

"حیرت ہے کہ تم نہ پہچان سکیں۔ اتنے لمبے آدمی کم ہی دیکھنے میں آتے ہیں۔"

"لوہ.... تو کیا.... وہ نجوی۔"

"سو فیصد! محض تمہاری وجہ سے اسے چھوٹ دینی پڑی ورنہ وہ اس طرح مجھے سے چھپتا۔ پھر

سکا۔ مجھے ڈر تھا کہ کہیں تم زخمی نہ ہو جاؤ۔"

"میں تمہیں ہمیشہ یاد رکھوں گی لمی۔"

"شکریہ...."

"اور سنا۔ جھپٹیلی رات میں خواب آؤر وہ اٹھا کر بیہوش ہو گئی تھی۔ اس ڈر سے کہ کہیں وہ

اپنے اس آدمی کے سلسلے میں مجھ سے پوچھ گچھ نہ شروع کر دیں۔ جسے تم نے ہو نکل ارم

پارکنگ ہڈ میں بیہوش کر دیا تھا۔"

"لیکن انہوں نے تمہارے ہوش میں آنے کے بعد بھی اس کے بارے میں نہ پوچھا وہ گا۔"

"اسی پر تو مجھے حیرت ہے۔"

"با اکل حیرت نہ کرو۔ وہ وہ لوں مٹی میرے خون کے پیاسے ہیں۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح تمہاری مدد کروں۔" یا مکن بولی۔

"تم میرے لئے بہت کچھ کر سکو گی۔ ابھی وقت نہیں آیا۔ اب میں تمہیں کہاں پہنچاؤں گی اور

اس اشیا کہ وہ آج کے واقعے کا ذکر تمہارے پیاسے نہ کرے۔ لہذا تم بھی اپنی زبان بند رکھنا۔ لمبی

نہ جاؤ جیسے کچھ ہو رہی نہیں تھا۔"

"جو تم کہو گے.... کروں گی۔"

"شکریہ! تمہارے ملک کی بہتری اسی میں ہے۔"



جنرل نے اس حالت حال بھکاری کو گھور کر دیکھا جو اس کی گاڑی کے قریب آکھڑا ہوا تھا۔

اور پھر رنے اسے ایک طرف ہٹا کر جنرل کے لئے دروازہ کھولنے کی کوشش کی تھی۔

"ظہرو۔ الگ ہٹ جاؤ۔" جنرل نے بھکاری کے پھیلے ہوئے ہاتھ پر نظر بھا کر ڈرائیور سے کہا۔

وہ اگلی نشست کے دروازے کے قریب جا کر کھڑا ہوا۔ بھکاری کی "تھیلی پر قلم سے کچھ آڑی

رہی لکیریں سمجھتی گئی تھیں جن کے درمیان لکھا ہوا تھا۔ "ٹھیک آٹھ بجے شب۔" جنرل نے

ایک منہ نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ پھر جیسے ہی وہ گاڑی کے پاس سے ہٹا اس نے ڈرائیور کو

دراہہ گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "سمران کی طرف چلو اور مجھے وہیں پہنچاؤ کہ وہاں

ہو۔ آئی۔"

وہ اس طرف شاہک کے لئے آیا تھا لیکن فقیر کے ہاتھ پر تحریر دیکھتے ہی پرہیزگراں میں تبدیلی

ہو گئی تھی۔

شام کے پانچ بجے تھے اور اسے ٹھیک آٹھ بجے مقررہ مقام پر پہنچنا تھا۔ سمران ایک وسیع

مات تھی جہاں محکمے کے مہمان ظہرائے جاتے تھے اور اس کا ایک حصہ جنرل کی بعض

سرورقات کے لئے وقف تھا۔ گاڑی اسی حصے کے سامنے رکی تھی اور جنرل کے اترنے ہی ذرا بعد

مقامت کی کمپاؤنڈ سے باہر نکال لے گیا تھا۔

جنرل ایک کمرے میں داخل ہوا۔ بیوسات کی انداز کی کھولی اور لباس تبدیل کرنے لگا۔

اس پندرہ منٹ کے اندر ہی اندر ایک فوجی ڈرائیور کی وردی میں بیوس نظر آیا تھا۔ پھر سمران

کی گاڑی سے ایک جیب نکلی تھی جسے جنرل ایک "معمولی ڈرائیور کی وردی میں چلا رہا تھا۔ اندھیرا

نہ تھا اور جیب دیرانے کی طرف بڑھتی جا رہی تھی۔ سمران سڑک پر بیٹھ لیمپس کی روشنی

دور تک پھیل رہی تھی۔

آٹھ بجے سے پہلے ہی ویرانے کی اس تنہا عمارت میں ٹپکی ٹپکی آگیا تھا جہاں دانی تھری سے بٹنی ملا تھا۔ قفل کھول کر عمارت میں داخل ہوا اور جہاں جہاں روشنی کی ضرورت تھی کیرہ سنن لگا کر روشن کر دیئے۔

ٹھیک آٹھ بجے بند دروازے پر کسی نے دستک دی تھی۔ دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے بدلی ہوئی آواز میں پوچھا تھا کہ دستک دینے والا کون ہے اور کیا چاہتا ہے۔

"دانی تھری۔" باہر سے آواز آئی اور ہنزل نے دروازہ کھول دیا۔
"میرے آداب قبول فرمائیے۔" ڈراؤنے چہرے والے نے اندر داخل ہو کر کسی قدر ہلے ہوئے کہا۔

"انداز چلو۔ اور میں منٹ کے اندر اندر اس ملاقات کا مقصد بیان کر دو۔"
"بہت بھروسہ... میرے پاس بھی وقت بہت کم ہے۔"

دو ایک جگہ آہٹنے اور عمران نے کہا۔ "سب سے پہلے تو ان لوگوں کی لسٹ لیجئے جو آپ مجھے کی کافی بھیج رہی ہیں۔"

"کیا اور بھی ہیں؟" ہنزل کے لہجے میں حیرت تھی۔
"کئی عدد... کرنل بہرام تو بالکل سامنے کی چیز تھا۔" عمران نے کہا اور اپنی ڈائری کا ورق پھاڑ کر اس کے حوالے کر دیا۔

"میرے خدا۔" ہنزل اس پر تیزی سے نظر ڈال کر بولا۔ "تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔"
"اور اب سنئے کہ اصل کہیل کیا ہے۔ سوچو وہ وزیراعظم مختار بھٹی معتبہ ہو کر مہرے سے ہاتھ دھو بیٹھے گا اور پھر جو اس حیدر کے لئے میدان صاف ہو جائے گا۔"

"یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ جو اس حیدر پر مراد سے اسی تک وہ وہ میں ہے۔" ہنزل نے لہجے میں کہا۔

"لیکن اس سے اطمینان ہے کہ یہ کیونکر ہو گا۔"
"بالکل... بھلا اس کے بارے میں کیا کہا جاسکتا ہے۔"

"میں جانتا ہوں... تین سال پہلے کسی بڑی طاقت سے آپ کا کوئی خطیہ معاملہ تھا۔ مختار بھٹی اس طاقت کا ایک نمائندہ اس معاملے کی تجدید کے لئے یہاں آئے وہاں ہے۔"

"اچھا تو پھر..."
"اس معاملہ کے کاغذات کا فائل وزیراعظم کی تحویل میں ہے۔"

"کہتے رہو۔" ہنزل اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

"فائل کا نام بتاؤں؟"

"جلدی سے کہہ چکو۔" ہنزل کے لہجے میں کس قدر جھجھکاوٹ تھی۔

"تھری ایکس ڈیو فور ایک وین۔ اسٹرکلی کو فیلڈ نٹل۔"

"اوہ۔" ہنزل کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"آپ کو علم ہو گا کیونکہ معاہدہ فونی نو میت کا تھا۔ بہر حال اس دوران وہ فائل اس طرح اڑایا جائے گا کہ وزیراعظم کو خبر نہ ہو سکے گی۔ اب آپ خود سوچئے کہ اس خاکسار کے لئے آگ پر جب اس فائل کی ضرورت پیش آئے گی تو وزیراعظم کا کیا حال ہو گا۔ کیا وہ دربار کے غائب سے محفوظ رہ سکیں گے۔"

"اوہ... میرے خدا۔ جلد کچھ کرنا چاہئے۔" ہنزل مضطربانہ انداز میں آٹھ کھڑا ہوا۔
"فکر نہ کیجئے۔ اس فائل کی نقل آج رات جہ میں تیار ہونی چاہئے پھر آئے اصل کی جگہ رکھو۔" ہنزل نے اس کے بعد میں سب کچھ دیکھ لوں گا۔ بولا حیدر اور وزیراعظم کا وہ نمائندہ ورگے ہاتھوں نے ہلے ہوئے کے قلمحہ حاصل نہ ہو سکے گا۔"

"تم... تم... ٹھیک کہتے ہو... نہیں ہو گا... اور کچھ؟"
"نہیں ہیں... اب آپ جلد از جلد روانہ ہو جائیے۔ کئی ایسا ہو کر وہ حیدر کے آدمی ہاتھ صاف کر جائیں۔"

"دوست میں تمہیں پیشہ یار رکھوں گا۔ تم حیرت انگیز ہو۔ اب میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ تم سے ان معلومات کا وزیراعظم کو بچہ سکوں۔" وہ اس کی طرف ہاتھ پڑھاتا ہوا بولا۔

عمران نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "سب کچھ بتا دوں گا۔ فی الحال خدا حافظ۔"



ماریا خاناموش کھڑی تھی اور سب اسے مسلسل پیچھے سے چارہ تھا۔ آخر وہ ہٹا کر بولی۔ "تم سے اور نہ آج تک میری نظر سے نہیں گزرا۔"

"خضہ دل سے قبول کر لو تو مجھے فرشتہ پاؤ گی۔ میں تو بیدار ہوں۔" عمران نے کہا۔

"تم تھکاؤ کو اپنی لڑکا پھر کھینچتے تھے۔ میں اب آڑو ہوں۔ مجھ سے شادی کر لو۔"

"شادی کرنے کے بعد میں بھی تھکاؤ کی طرح بور ہو جاؤں گا۔"

"تو تم شادی نہیں کرو گے۔" وہ غصہ ناک ہو کر بیٹھی۔

”تو میرے باپ نے میری ماں سے شادی کی تھی اور نہ کسی کا باپ کہہ اٹا پسند کروں گا۔“
 ”میں تمہیں مارا ہوں گی۔ ایک پادری کی بیٹی ہوں۔ خود بھی مہر جاؤں گی۔ گناہ کا داغ لے کر
 زندہ نہیں رہ سکتی۔“

”کسی پیادری کا امداد بننے سے تو بہتر ہو گا کہ پھر سے رقص ہمارے میں لوٹ جاؤں۔“

”خاموش رہو اور یہاں سے چلے جاؤ!“ وہ حلق پھاڑ کر چیخا۔

”ستوں میں اب تمہیں یہاں اس دیرانے میں تنہا نہیں رہنے دوں گا۔“

”میں کہیں نہ جاؤں گی۔“

”میں کب کہہ رہا ہوں کہ گنگنی پلاؤ۔ میں میٹھی رہوں گا۔ تمہارے ساتھ ایک میٹھے کے لئے بھی تمہیں چھوڑوں گا۔ سارے کام میٹھی میٹھے بیٹھے کروں گا۔“

”سب تو اسی خوفناک چہرے والے کے ہاتھوں مارے جاؤ گے کیونکہ وہ یہاں آچکا ہے۔“

”اوہ۔ کوئی میرا ہال بھی پرکا نہیں کر سکتا۔ چلو خواب گاہ میں چلیں۔ گیارہ بج رہے ہیں۔“

”آخ تھو....“ ناریانا نے جھڑپٹ میں اس کے منہ پر تھوک دیا۔

”شکریہ“ سنگ نے جیب سے دو مال نکال کر چہرہ صاف کرتے ہوئے کہا۔ ”میں اپنی غلطی

حلیم کرنا ہوں۔ تجا خواب گاہ میں جاؤ اور دروازہ اندر سے قفل کر کے سو جاؤ۔ میں یاہر رہ کر تمہاری حفاظت کرتا رہوں گا۔“

ماریات نے لاپرواہی ظاہر کرتے کیلئے شانوں کو جنبش دی اور تجربہ گاہ سے چلی گئی۔ کچھ دیر بعد سنگ نے دودھ واڑہ بند کیا تھا جس سے گنہر کو دوسری طرف لگی تھی۔ پھر وہ فون کی طرف بھاگا اور کسی کے نمبر ڈائیکٹل کئے۔ دوسری طرف سے جواہر حیدر کی آواز سنائی دی تھی۔

مکھیا رہا۔ سنگ نے پوچھا۔

”کلام بن گیا۔“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”بہت اچھے۔۔۔ جہاں کا یہ بتایا تھا وہیں پہنچ جانا۔ اپنی بھینجی کو بھی لانا کہ نکلے اس شخص کا۔۔۔“

”بہت بہتر..... میں اُسے ضرور لاؤں گا۔“ جو اجیدار کی آواز آئی۔

”روشن مستقبل تمہارا انتظار ہے۔ آج سے تمہارا استاد و مروج پر ہو گا۔“

”بہت بہت شکریہ۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔

رہسیدور کچھ کر ماریا نکی خوب بھائی کی طرف آیا تھا اور یہ دیکھ کر دروازہ اندر سے قفل کر لیا
ہے۔ چپ چاپ صدر دروازے کی جانب بڑھا چلا گیا تھا۔

دروازہ کھول کر آہستہ سے آواز دی۔ ”شائو... شائو۔“

"لیس پاس۔" شائد کسی طرف سے برآمد ہوا۔

”تم بچو کی سوچ“

”میں نے کہا۔“

”بس اس پر نظر رکھنا کہ کوئی اس کا حجاب کرتا ہوا تو نہیں آیا۔ ایسے کسی آدمی کو زبردستی

١٠٠

"او کے پاس... ممکن رہے۔"

سنگ نے دروازہ بند کیا اور پھر تجرہ گاہ میں آبیٹھا۔ اس کے چہرے پر کسی قدر تشویش کے آثار تھے۔ بوجھل سے تھوڑی سی گھاس میں انڈیل کر چکیاں لیتا رہا۔ وہ فطرتاً ہی کھٹکی جی اور اس نے ریسیور اٹھالیا۔ دوسری طرف سے کوئی کہہ رہا تھا۔ ”سب ٹھیک ہے ہاں، دور دور تک کسی کا نہیں۔“

”پوری طرح جاگتے رہو، جو فیصل میری آنکھوں میں دھول جھونک جائے گا، مگر لڑو“

تمہاری کیا حقیقت ہے۔ " سنگ بولا۔

”ہم ہوشیار ہیں پاس۔“

سنگ رسیہ پر کچھ کر پھر صندوق روڑ والے کی طرف آ جاؤ شالو کو آواز دینے۔ اس بار اسے اندر بلا

54

”کتنے آدمی ہیں۔“ اس نے اس سے پوچھا۔

”ستا کیوں... ہاں۔۔۔ سڑک تک پہلے ہوئے ہیں۔ لمبی گاڑی کے پیچھے اگر کوئی دوسری گاڑی

کھائی دی تو اسے پچھتی کر دیا جائے گا۔"

”جی گاڑھی کی ڈگی کھلو اور بھی دیکھ لیں۔“

”او، کے پاس۔“

”وے جد حرامی ہے۔ اس رات میں آئے کوئی سیکورٹی آفیسر بھیج کر وہاں سے فرار ہو گیا تھا۔“

انہوں نے مسرت سے کہا تو انہیں قہر تو ہوا اتفاق کرتا ہو اگر امارت تک پہنچا تو

"لیکھو، اس یقین نہیں آتا کہ وہ خالص۔"

"تم اسی فکر میں رہو۔ بس کام پر نظر رکھو، جو تمہارے ذہن میں ہے۔" گلاسٹر

”وہ شہر لو گزند تک نہ آسکے۔“ شہر لو نے کہا اور سایہ چلا گیا۔

ایک گھنٹے بعد تجربہ گاہ میں ہزار کی ہلکی سی آواز کو جی تھکی اور رنگ دوز تائبہ الصدر دور والے کی

طرف چلا گیا تھا۔ دروازہ کھولا۔ جولا حیدر اور یاسمن پاؤں کھڑے ہو گئے۔ ان کے چہرے شام تھا۔ جولا حیدر کے ہاتھ میں ایک بریف کیس تھا۔ سنگ اسٹین اندر لایا۔ شامو باہر ہی رو گیا تھا۔ تجربہ گاہ میں پہنچ کر سنگ نے بریف کیس جولا حیدر کے ہاتھ سے لیتے ہوئے پوچھا۔ ”ذرا نیور تو نہیں ہے تمہارے ساتھ؟“

”نہیں۔ میں خود ہی ذرا نیور کرنا رہا ہوں۔“

"ٹھیک ہے۔۔۔ بیوہ چلو۔ اب میں اس بچی کے ہاتھ دیکھوں گا۔ یہ اپنے وقت کی بہت جلدی عورت بننے والی ہے۔"

یا من اسے کینہ توڑ نظروں سے دیکھنے جا رہی تھی۔ سنگ نے اس سے پوچھا۔ "لیکن وہاں اس وقت کہاں ہو گا؟"

”اے...“ ”یا حسن! بس چلی۔“ میرا خیال ہے کہ دو اہل وقت اسی عمارت میں ہے۔
 ”کیا مطلب؟“ ”جو اوجید رگڑی سے اٹھ گیا۔“
 ”یا حسن! اور ٹور سے بھی اور جو ادھار۔“

”اسے کچھ نہیں کہتے جو مجھ سے ایسے اختلاف سوال کر رہا ہے۔“ یا ممکن ہے ہاتھ ٹھوکر مار لیا
میرا کہہ: ”کیا اس کی روشنی خمیری لمبی کے معاملے میں سو گئی ہے۔ میں کیا جالوں دو کہاں ہو گیا۔“
”بہت حاضر جواب ہو۔ میں خوش ہوں۔“ ”سبک ہو۔“ ”کچھ سوال اختلاف تھا لیکن میں تمہیں
بہت پسند کرنے لگا ہوں۔ آؤ۔۔۔ میرے قریب آؤ۔“

”یہ کیا کہو اس کر رہا ہے۔“ یاسمن نے پچھلی طرف دیکھ کر کہا۔
 ”چپ رہو! جب تک سی کا مظاہرہ مناسب نہیں۔ یہ تو ہمارے بہت بڑے آدمی ہیں۔“
 ”آدمی۔؟“ یاسمن پھر قہقہہ پڑی۔ ”یادو ٹانگوں والی پام مچھلی۔“

”میں کہتا ہوں خاموش رہو۔“ بنو آپے سے باہر ہو گیا۔ ٹھیک اسی وقت بائیں جانب دروازہ کھلا اور کئی مسلح آدمی اندر کھس آئے۔ ان کے ہاتھوں میں اسلین گیمیں تھیں۔

”یہی روالاں پیش پیش تھا۔ لیکن اس کے ہاتھ خالی تھے۔“

جنرل نے سرگ کو دکھایا۔ ”بڑا یف کیس فرسٹ پر ڈال دو۔“

سنگ نے چپ چاپ قہقہے کی۔ لیکن وہ صرف ٹیسی رولوں کو گھوم رہا تھا۔ نہ اپنی طرف
 اٹھی ہوئی اسٹین گنوں سے حصار نظر آتا تھا نہ اس ہانک بدلتے ہوئے نقشے سے۔ ایک
 آدمی نے جزل کے اشارت پر بریف کیس اٹھا لیا تھا۔
 ”بلی کے بارے میں غلط تو نہیں کہا تھا میں نے گندی بام مچھلی...“ یا سمن پھر جس پردی

”جو اوجیدرا اپنے ہاتھ جھکڑیوں کے لئے پیش کرو۔ کھلیں فٹم ہو گیا۔“ جنرل غازیہؒ اور تم بھی۔“ اشارہ سنگ کی طرف تھا۔

سنگ نے اپنے دونوں ہاتھ آگے بڑھا دیے۔ لیکن اس کی نظراب بھی لمبی ہی پر تھی۔ وہ ٹائلیس جھپکائے بغیر اسے گھورے جا رہا تھا۔ اپنا کنگ اس دروازے کی طرف سے دیشیاں قبضہ۔ سنائی دیا جو ماریانا کی خواب لکھو کی جانب تھا۔ ماریانا کھڑی بے تحاشہ ہنس رہی تھی اور پھر اس وقت تو قہقہے اور زیادہ بلند آہنگ ہو گئے تھے جب سنگ کے ہاتھوں میں جھنجھڑیاں ڈالی جا رہی تھیں۔ "دیکھا؟" وہ ایک ہلکے ہنسی روک کر بولی۔ "میں جانتی تھی۔ کہ لمبی رومان اس راستے سے واقف ہو گیا ہے جس سے تو اپنا کنگ آ جاتا کرتا تھا۔"

”تو اس میں خوش ہونے کی کیا بات ہے۔ گندی کتیا۔“ سنگ نے بے سکون لہجے میں کہا۔
جو ا حیدر کی حالت غیر ہو رہی تھی۔ جیسے ہی اس کے ہاتھوں میں ہتھ کر یاں پڑیں پکڑ کر گرا
(اور بیہوش ہو گیا۔

سنگ لہی رواں سے کہہ رہا تھا۔ "میں فی الحال تم سے پیچھا چھڑانے کے لئے گرفتار ہو رہا ہوں اسے ہمیشہ یاد رکھنا۔"

عمران خاموش کھڑا رہا۔ اس کے ہوت سختی سے بھینچے ہوئے تھے۔

یا سکن کے چہرے پر اب ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ وہ وہ وہ وہ اسے چٹائی طرف متوجہ نہیں ہو رہی تھی۔ عمران نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب کر لیا اور آہستہ سے بولا: "تم اپنے ملک کی تقسیم ترین خاتون ہو۔"

اپنا تک یا مومن نے آس کے شانے پر سر رکھ دیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

”لڑکی خاموش رہی۔“ ہنزل غرا گیا۔

”جہاں... اہلینہ۔“ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔

”اے یہاں سے ہٹا لے جاؤ۔“ جبریل نے اسے الگ آدمی سے کہا۔

”خیر، یہاں میرے ساتھ رہے گا۔“ ایک ایک عمر الڑکا لہجہ سخت ہو گیا۔

”اسی کی مدد سے میں تمہارے ملک کو ایک بڑے انفصالی سے بچا رہا ہوں اور میں اس ^{مہتمم} لڑکی کو سلام کرتا ہوں۔“

جزل کا منہ حیرت سے کھلا اور پھر بند ہو گیا۔ اس نے اپنے آدمیوں کو سینہ پیشوں جولا حیدر سے متعلق کچھ باتیں دیں اور وہاں سے روانگی کی تیاری کرنے لگا۔

”وایسی اوہری سے ہوئی جدھر سے آئے تھے۔“ سمران بولا۔

"کیوں؟" بزل چمک کر اسے گھورنے لگا۔

"عقارت کے سامنے اس کے آدمی بڑک تک بکھرے ہوئے ہیں۔"

عمران نے اس کی طرف توجہ دینے بغیر بزل سے کہا۔ "اس کے ہاتھوں میں پڑی ہوئی ہتھکڑیوں پر اٹکات کھینچے گا۔۔۔ فوراً ہوشیاری سے۔"

"یہ میرے غصے کی ہتھکڑیاں ہیں۔" بزل کے لہجے میں سختی تھی۔ "ہر معاملے میں دخل اندازی مت کرو۔"

اس پر رنگ عمران کو آنکھ مار کر مسکرایا۔ عمران نے اپروائی سے شانوں کو جنیش دی اور یا امن کا بازو پکڑ کر اسے دروازے کی طرف لے چلا جہاں ماریانا کھڑی تھی۔ اس نے آہستہ سے کچھ کہا تھا اور ماریانا اسے اپنے ساتھ لے ہوئے دروازے سے گزر گئی تھی۔

"یہ تم نے کیا کیا؟ لڑکی بھی ساتھ ہی جائے گی۔" بزل نے کہا۔

"نہیں۔ وہ اپنے سینے پر کوئی تمغہ نہیں سہانا چاہتی۔ اس کا رتاے کو اپنی ہی کار کردگی تک محدود رکھے۔" عمران کا لہجہ بے حد خشک تھا۔

"یہ کیسے ممکن ہے؟"

"میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ اس کی اس وطن دوستی کی پبلیٹی نہیں کی جائے گی اور یہ میں نے اس اہوا کی بنا پر کیا تھا کہ آپ مجھ سے متعلق ہو جائیگے۔"

بزل نے فکراً آمیز انداز میں سر کو تھپکی جنیش دی اور اپنے آدمیوں کو قیدیوں سمیت روانگی کا حکم دیا۔ پھر بیک بیک انہیں رکنے کا اشارہ کر کے عمران کے قریب آیا اور آہستہ سے بولا۔ "تو اب تم سے ملاقات نہیں ہو سکتی گی۔"

"میرا کام ختم ہو گیا بزل، مجھے صرف اس سازش کی جڑوں کا پکا لگا تھا جس کے تحت میرے اور آپ کے ملک کے تعلقات خراب ہو سکتے تھے۔ جو حیدر رجنوت سمیت آپ کے آئنے میں بے رہا رنگ کا معاملہ تو وہ ایک عالمی مسئلہ ہے۔ اگر میں کہوں کہ آپ اسے میرے حوالے کر دیں تو۔"

"یہ ناممکن ہے کیونکہ یہ ہماری مملکت میں پکڑا گیا ہے۔"

"میں جانتا تھا کہ آپ کا یہی جواب ہو گا لہذا میں اپنی حکومت کی طرف سے کوئی ایسی درخواست نہیں کر سکتا۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ آپ ایک دن بھی اسے اپنی قید میں نہ رکھ سکیں گے۔" دونوں گفتگو میں موقوف تھے کہ اچانک انہوں نے کئی حیرت زدہ سی آوازیں سنیں۔ چونکہ انہوں نے تو سنگ عائب تھا اور بزل کے آدمی بائیں جانب والے دروازے پر پلے پڑے تھے۔

ہتھکڑیوں کا جوڑا بیہوش جو لا حیدر کے قریب پڑا نہیں منہ چڑا رہا تھا۔ "خود ایک طرف"

عمران نے کہتے ہوئے دروازے میں چھانک لگائی۔



اس پوشیدہ سرنگ کے دہانے کے قریب پہنچ کر عمران رک گیا جس کا علم تلگاوا کو بھی نہیں تھا۔ شاید یہ سرنگ کے مخصوص کارپروازوں کی محنت کا نتیجہ تھی۔ عمارت کی پشت پر بکھری ہوئی چٹانوں کے درمیان اس کا دہانہ عمران کو اتفاقاً مل گیا تھا۔ ایک رات تلگاوا کی تجربہ گاہ کے آس پاس اپنے پیچھے کے لئے کسی معقول سی جگہ کی تلاش میں بھٹکتا پھر رہا تھا کہ یہ جگہ دریافت ہو گئی تھی۔ اسے وہ قدرتی کار کا دہانہ سمجھا تھا لیکن یہ راستہ اسے عمارت کے ایک اندرونی حصے تک لے گیا۔

بہر حال سنگ اس وقت اسی راستے سے فرار ہوا تھا اور یہاں ان چٹانوں میں اسے اس وقت ایک پوری پٹالین بھی تلاش کر لینے میں ناکام رہتی کیونکہ مطلع اب آلود ہونے کی بنا پر تاروں کی پھاؤں تک میسر نہیں تھی۔ بزل اور اس کے تین آدمی عمران کے پیچھے کھڑے تھے۔ وہ آدمیوں کو دو بیہوش جو لا حیدر کے پاس چھوڑ آیا تھا۔ بریف کیس اس کے ہاتھ میں تھا۔

"یہ کیسے ہوا تھا کرل فییم؟" دفعۃً بزل نے اپنے پیچھے کھڑے ہوئے کسی آدمی کو مخاطب کیا۔ "کچھ بتا ہی نہیں چلا سکا۔ میں نے ہتھکڑیوں کے فرش پر گرنے کی آواز سنی تھی جتنی دیر میں ہم سنبھلے وہ نکل چکا تھا۔ بس ایسا معلوم ہوا تھا جیسے اڑتا ہوا دروازے سے گزر گیا ہو۔"

"یہ بہت بُرا ہوا بہت بُرا۔" بزل عمران کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

"آؤں۔۔۔ ہال۔" عمران چونک پڑا۔ "لیکن اب خود کو بچائے رکھنے کی کوشش میں وہ دوبارہ ان طرف ہلے بول سکتا ہے۔ اس کے متعدد مسلح آدمی عمارت کے سامنے موجود ہیں۔ خدایا! کتنی دور دراز وہ توڑ دیں۔۔۔ وہ عورتیں۔"

عمران تیزی سے چلتا اور سرنگ میں دوڑتا چلا گیا۔ وہ چلتا ہی تھا کہ مخالف سمت سے کئی قارے آئے۔ بزل اور آدمیوں کو سرنگ کے دہانے پر چھوڑ کر ایک آدمی کے ساتھ عمران کے پیچھے آگیا۔ عمران نے جیسے ہی عمارت میں قدم رکھا آج ہی محسوس کی۔ "اوہ! میرے خدا۔" وہ مزے بزل سے بولا۔ "شاید انہوں نے عمارت میں آگ لگا دی۔"

آگ جہاں چاروں طرف شعلے بھڑک رہے تھے۔ اس نے عورتوں کی چیخیں سنیں اور بے لاش ماریانا کی خواہکا کی طرف بھٹکا۔ چروں کی بو چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ دوسری طرف بزل کے آدمی جو لا حیدر کو تجربہ گاہ سے نکال لے جانے کی جدوجہد میں مصروف تھے۔ اسی گاہ کے دوران میں قارروں کی آوازیں گونجنے لگیں۔ عمران ان سب سے بے پروا ماریانا کی خواہکا میں جا گھسا۔ یا امن دہشت کے مارے بے ہوش ہو چکی تھی۔ اس نے اسے اٹھا کر کاٹھ سے

پہ ذالہ اور ماریانا کا ہاتھ پکڑ کر پوشیدہ راستے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب اسے نہ ہزل کی فکر تھی اور نہ جولاہیدر کی۔ وہ ان دونوں کو ہر حال میں بچالے جانا چاہتا تھا۔ سرنگ سے گذرتے وقت اس نے عقب میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنی اور ایک طرف ہٹ کر دیکھنے لگا۔ ہاتھ سے رخ اور نکال لیا۔ دوڑنے والے ان کے قریب سے گذر گئے۔ ماریانا دم بخود تھی اور یاسمن عمران کے کاندھے پر بیہوش پڑی ہوئی تھی۔ وہ پھر سرنگ کے دہانے کی طرف بڑھنے لگے اور وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ یکے دوسرے پہلے آنے والے ہزل اور اس کے بڑے ساتھی تھے۔

"جولاہیدر کا جسم انہوں نے پھینکی کر دیا۔ میرا بھی ایک آدمی مارا گیا۔" ہزل نے کہا۔

تھا۔ "ان کی تعداد زیادہ ہے۔ اب شاید وہاں بھی آگلیں۔"

"میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ آپ کے ساتھ صرف یہی پانچ آدمی ہوں گے۔" عمران نے شک لہجے میں بولا۔ "مجھے تو کسی طرح ان دونوں کا تحفظ کرنا ہے۔ اسی طرف سے فائرنگ بند ہو گئی۔ لہذا اب اٹھنا چاہئے۔" اس نے ایک چتر کو ٹھوکر لگائی اور وہ کچھ دور پھسلنے کے بعد پیسے سی نشیب میں لڑھکنے لگا۔ دوسری طرف سے پھر فائرنگ شروع ہو گئی۔ ٹھیک اسی وقت سرنگ کے اندرونی دہانے کی طرف دھماکہ ہوا تھا اور ان پڑوسیوں اور تھیں کی یلغار ہو گئی تھی۔

"میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔" عمران دہانے سے باہر اٹھتا ہوا بولا۔ "میں یہاں کے پیچھے سے واقف ہوں۔"

باہر سے اب بھی فائر ہو رہے تھے۔ عمران آوازوں کی سمت کا تعین کر کے ایک طرف بڑھنے لگا تھا۔



صبح ہوتے ہوتے عمران اپنے ٹھکانے پر پہنچ گیا تھا۔ ماریانا اور یاسمن اس کے ساتھ تھیں۔ یاسمن کو اب ہوش آچکا تھا لیکن وہ بالکل خاموش تھی۔ عمران نے اسے ابھی تک نہیں بتایا تھا کہ جولاہیدر ہمدردی کے ہاتھوں مارا گیا۔

"اس کا کیا ہوا۔۔۔ وہ کہاں ہے۔" ماریانا نے سرنگ سے متعلق پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ بھی وہیں مل کر مجسم ہو گیا۔" عمران نے کہا لیکن اسے یقین نہیں تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔ بہر حال کسی طرح اسے بھی مطمئن کرنا ہی تھا۔ وہ جو سرنگ کے خون کی دھاری تھی۔ یاسمن ایک تک عمران کی طرف دیکھے جا رہی تھی اور وہ اس سے نظریں چرانے کی کوشش کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کھٹی کھٹی سی آواز میں کہا۔ "میں گھر جانا چاہتی ہوں۔"

"ضرور۔ ضرور۔ میں ابھی پانچا دوں گا۔"

"میں تنہا جاؤں گی۔ ہوش و حواس میں ہوں کچھیلی رات میں اور بچا ایک پوشیدہ راستے سے نکلے گا۔" یاسمن نے کہا۔

"اور جب تو ٹھیک ہے۔"

وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ ماریانا نے اس سے پوچھا تھا۔ "میں چلوں تمہارے ساتھ۔"

"جی نہیں شکر یہ!"

دو دروازے کے قریب پہنچ کر دور کی۔ مڑا کر عمران کی طرف دیکھا۔ وہ جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔ یاسمن کی آنکھوں سے دو قطرے ڈھلکے تھے اور وہ تیزی سے باہر نکل گئی تھی۔ عمران سر جھکا کر کھڑا رہا۔ ماریانا اسے حیرت سے دیکھنے جا رہی تھی۔

اسی سہ پہر کو سفید چٹان والی پہاڑی کے قریب مختلف سمتوں سے دو جیمیں آکر رہی تھیں۔ ایک جیم سے عمران اترتا تھا اور دوسری جیم سے ہزل۔

"تجربہ گاہ کے بے سے چار اٹھیں برآمد ہوئی ہیں لیکن ایسی حالت میں کہ شناخت کرنا ممکن نہیں۔" ہزل اس سے مصافحہ کرتا ہوا بولا۔ "ہو سکتا ہے سرنگ بھی۔"

"اس ویم کو دل سے نکال دیجئے وہ چوہوں کی طرح نہیں مر سکتا۔" عمران نے طویل سانس لے کر کہا۔ "لیکن دو عورت ماریانا اس کے بعض ساتھیوں کی ایشامی کر سکے گی۔ وہ بیشیت انسان اور برتاؤ کی مستحق ہے۔" یاسمن نے بغیر اس سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کیے گا اور میری مصمصی درخواست یاسمن کے تسلط میں ہے۔"

"تاکہ اس کے تسلط میں کیا جاسکے ہو۔"

"آپ کی رپورٹ میں اس کا نام نہ آنے پائے۔ جولاہیدر اسے بہت چاہتا تھا۔ اس کے باوجود اس نے ملک قوم کے تسلط میں اپنا فرض ادا کیا۔ اگر وہ میرے لئے ان دونوں کی گفتگو یہ نہ کرتی تو میں اس فائیل والی سازش سے کبھی آگاہ نہ ہوتا اور وہ فائیل ایک دشمن ملک کے ہاتھ لگتا۔"

"تم مطمئن رہو۔ میں تمہاری ہر خواہش پوری کروں گا۔ یہی نہیں بلکہ دوسرے طریقوں سے اس کو ملک میں اس کا صحیح مقام دلانے کی کوشش کروں گا۔"

"بہت بہت شکر یہ! اچھا خدا حافظ۔" عمران نے پھر مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میں یہی کو پڑی آواز میں رہا ہوں اور ہاں ابھی نہ کبھی آپ کی یہ خواہش بھی پوری کروں گا۔ آپ میری اصل شکل دیکھ سکیں۔"